فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ (القرآن)

مُحدِّث

مُدیر: حافظ عبدالرحمٰن مدنی

مدرسہ رحمانیہ (رجسٹرڈ) گارڈن ٹاؤن ○ لاہور (۱۶)

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی   مُدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا- کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہورہاہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیرِ بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰روپے   زرِ سالانہ: ۲۰۰روپے بیرون ملک: ۲۰ڈالر

بذریعہ منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ ۲۰۰روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔   ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 042 - 3586639 / 35866476   موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.kitabosunnat.com __   www.mohaddis.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

☜ عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

☜ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

☜ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

☜ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

☜ آئین وسیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تورہ جاتی ہے چنگیزی۔

☜ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدّث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات ومحاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ماہنامہ **مُحدّث** لاہور

(فون) صدر دفتر: ۸۰۵۵۰ | ذیلی دفتر: ۵۴۸۷۳

جلد ۳ | رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ | عدد ۹

ماہِ صیام

عبدالرحمن عاجز

یہ اپنی خوش نصیبی ہے کہ پھر ماہِ صیام آیا
خدائے پاک کی جانب سے رحمت کا پیام آیا

سحر سے تا غروبِ شمس روزہ سے رہیں گے اب
غروبِ شمس سے تا صبحدم وقتِ قیام آیا

یہی وہ ماہِ اقدس ہے کہ جس میں صورتِ قرآں
زمیں پر آسماں سے کامل و اکمل نظام آیا

مبارک شب وہ آتی ہے اسی ماہِ مبارک میں
کلامِ ربِّ دو عالم میں جس کا "قدر" نام آیا

فضیلت ہے عیاں اس شب کی لفظِ الفِ شہر سے
عبادت کے لیے اس شب میں حکمِ اہتمام آیا

بسر کی رات جس نے بندگی و ذکرِ الٰہ سے میں!
فرشتوں کی دعائیں اس پہ اللہ کا سلام آیا

اٹھیں موجیں تلاطم آگیا دریائے رحمت میں
درِ حق پہ مہِ رمضان جب عاجز غلام آیا

ناشر: حافظ عبدالرحمن مدنی — طابع: چودھری رشید احمد — مطبع: مکتبہ جدید پریس، ۴۹ شاہراہ فاطمہ جناح، لاہور

زرِ سالانہ: دس روپے — قیمت فی پرچہ ۱ روپیہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

۱۔ فکر و نظر .... (صدر، سپیکر اور وزیر اعظم) ۳

۲۔ التفسیر والتعبیر.... سورۃ الفاتحہ (۲) — مولانا عزیز زبیدی ۸

۳۔ عالمِ اسلام کا اتحاد اور استعماری طاقتوں کے جال (۲) — ڈاکٹر محمد یوسف ۱۵

۴۔ سزائے مرتد پر چند مغالطے اور ان کا دفعیہ (۲) — پروفیسر منظور الحسن عباسی ۲۴

۵۔ السکاکی مؤلف مفتاح العلوم — اختر راہی ۳۲

۶۔ تعارف و تبصرۂ کتب (عزیز زبیدی، ابو شاہد، عبدالمنان راز) ۳۴

نوٹ:۔ اگلا شمارہ شوال اور ذی قعدہ کا مشترکہ ہو گا۔ قارئین نوٹ فرما لیں تاکہ انتظار کی زحمت نہ ہو۔ (ادارہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فکر و نظر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدر، سپیکر اور وزیراعظم
پاکستان کے مستقل آئین کی روشنی میں

مملکت پاکستان میں سب سے اہم اور اونچے عہدے اور منصب تین ہیں۔ صدر، سپیکر اور وزیراعظم جو مستقل آئین کے تحت پہلی بار بالآخر ملک کو مل ہی گئے ہیں۔ اس لیے ہم بھی ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ ان کو منتخب کر کے عوام نے ان پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ اگر وہ چاہیں تو اپنے عوام کی جائز اور بجا توقعات کی لاج بھی رکھ سکتے ہیں۔

ملکی آئین اور دستور میں ان تینوں کے مرتبہ، اختیارات اور حقوق کا جو تعین کیا گیا ہے، ہم چاہتے ہیں، ایک دفعہ آپ بھی ان کا مطالعہ فرمالیں —— تاکہ اس بات کے سمجھنے میں آپ کو آسانی ہو کہ، مملکت کی سیاسی آب و ہوا کیسی ہے اور اس کا رخ کدھر کو ہے یا بالآخر اس کا انجام کیا ہوگا؟ ——

یہ تمام کوائف قومی اسمبلی کے پاس کردہ دستور اور آئین سے ماخوذ ہیں۔ اس وقت ہمارے سامنے اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین ۱۹۷۳ء ہے جو نیاز وتی ملک کا ترجمہ کردہ ہے۔

ملکی آئین میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ:

۱۔ صدر جمہوریہ کے اتحاد کا مظہر ہوگا۔

۲۔ اس کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔

۳۔ صدر کوئی منفعت بخش ایسا عہدہ قبول نہیں کر سکے گا جو حکومت پاکستان کے تحت ہو۔

۴۔ صدر پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی کا انتخاب نہیں لڑ سکے گا۔ اگر پہلے رکن ہوگا تو اس سے اس کو استعفار دینا پڑے گا۔

۵۔ صدر پانچ سال تک اپنے منصب پر فائز رہ سکے گا۔

۶۔ صدر اپنے فرائض کی ادائیگی کرتے ہوئے وزیراعظم کے مشوروں پر عمل کرے گا اور وہ اس ضمن میں مشوروں کو تسلیم کرنے کا پابند ہوگا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ عدلیہ کو ایسے کسی مشورے کے بارے میں تفتیش کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا جو وزیراعظم کی جانب سے صدر کو دیا جائے گا۔

۸۔ آرٹیکل ۹۰ کے مطابق صدر کی جانب سے جاری ہونے والے تمام احکامات پر وزیراعظم کے توثیقی دستخط ہونا ضروری ہوں گے۔

۹۔ وزیراعظم کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ صدر مملکت کو داخلی خارجی امور اور پارلیمنٹ میں ہونے والے قانون سازی سے متعلق سارے معاملات سے آگاہ کرتا رہے۔

۱۰۔ صدر کو کسی ٹربیونل یا کسی عدالت کی طرف سے دی گئی جرم کی سزا معاف کرنے، اس میں کمی کرنے یا اس کو معطل کرنے کا اختیار ہوگا بشرطیکہ وزیراعظم ایسا کرنے کا مشورہ دے۔ (حصہ سوم ص ۲۳ تا ۲۶)

۱۱۔ صدر کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ وقتاً فوقتاً پارلیمنٹ کے کسی ایک یا دونوں کا اجلاس طلب کرے یا ملتوی کر اجلاس بلائے .... اسے پارلیمنٹ کو برخواست کرنے کا بھی اختیار ہوگا۔ (ص ۲۸)

سپیکر کے سلسلہ میں کہا گیا ہے کہ:۔

۱۔ انتخابات کے بعد قومی اسمبلی پہلے ہی اجلاس میں سپیکر کا انتخاب کرے گی۔

۲۔ سپیکر اس اجلاس کی صدارت نہیں کر سکے گا جس میں اس کے خلاف مواخذہ کی تحریک پیش کی جانے والی ہو۔

۳۔ خود مستعفی ہو جائے یا اسمبلی کا رکن نہ رہے یا اسمبلی کے ریزولیوشن کے ذریعے اس کو عہدے سے الگ کر دیا جائے تو وہ سپیکر نہیں رہے گا۔ (ص ۳۰)

وزیراعظم کے متعلق کہا گیا ہے۔

۱۔ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے انتخابات کے بعد کوئی اور کام کیے بغیر قومی اسمبلی اپنے ارکان میں سے کسی ایک مسلم رکن کو بغیر کسی بحث کے بحیثیت وزیراعظم چن لے گی۔

۲۔ اس کو اکثریت کی رائے سے انتخاب کیا جائے گا۔

۳۔ وزیراعظم اپنے وفاقی وزراء اور وزرائے مملکت کو پارلیمنٹ کے ارکان میں سے منتخب کرے گا اور وہ ان میں سے کسی وزیر کو اس کے عہدے سے برطرف کر سکے گا۔

۴۔ اپنے جانشین کے انتخاب اور عہدہ سنبھالنے تک وہ اپنے عہدے کے فرائض ادا کرتا رہے گا۔

۵۔ جن دنوں میں اسمبلی توڑی جا چکی ہو ان دنوں میں آرٹیکل ۹۲-۹۱ کی رو سے وزیراعظم .... کو عہدے سے الگ نہیں کیا جا سکے گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ وزیراعظم کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک اس وقت تک پیش نہیں کی جا سکے گی جب تک نئے وزیراعظم کا نام نہ لیا جاتے یا جب سالانہ بجٹ کے مطابق مطالبات پر قومی اسمبلی غور کر رہی ہو۔

۷۔ دس سال کے عرصہ تک یا دوسرے عام انتخابات کے انعقاد تک قومی اسمبلی کے کسی رکن کا ووٹ جو کسی سیاسی جماعت کی اکثریت پر منتخب ہوا ہو عدم اعتماد کی تحریک کے حق میں قبول نہیں کیا جائے گا۔

۸۔ اگر ایک دفعہ وہ تحریک منظور نہ ہو سکے تو ایسا کوئی ریزولیوشن آئندہ چھ ماہ گزرنے تک پیش نہیں کی جا سکے گا۔ (منٹ ۵ تا ۵۴)

مناسب ہوگا کہ اس فرصت میں قومی اسمبلی، سینٹ، اسلامی کونسل، صوبائی گورنر اور عدالتہائے عالیہ و سپریم کورٹ کے ججوں کے بارے میں نئے آئین میں جو ضوابط مقرر کیے گئے ہیں ان کی مختصر تفصیل سے بھی آپ کو آگاہ کر دیا جائے جو امید ہے ملکی مسائل کے سمجھنے میں مفید رہے گی۔

۱۔ پارلیمنٹ دو ایوانوں پر مشتمل ہوگی۔ ایک کو قومی اسمبلی دوسری کو سینٹ کہا جائے گا اور صدر کو پارلیمنٹ برخواست کرنے کا اختیار ہوگا۔

۲۔ قومی اسمبلی قانون کے مطابق براہ راست اور آزادانہ طور پر منتخب ہونے والے دو سو ارکان پر مشتمل ہوگی۔

۳۔ صدر، وزیراعظم کے مشورہ سے قومی اسمبلی کو توڑ سکے گا بشرطیکہ اسمبلی میں اس کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش نہ کی جا چکی ہو۔

۴۔ ایوان کی ساری کارروائی صدر کے بنائے ہوئے اصولوں کے مطابق کی جائے گی۔

۵۔ پارلیمنٹ کی کسی کارروائی کی قانونی حیثیت کو طریق کار میں بے قاعدگی کی بنیاد پر عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکے گا۔

۱۔ سینٹ ۶۳ ارکان پر مشتمل ہوگی، ہر صوبائی اسمبلی ۱۴ ارکان منتخب کرے گی اور ہر دو سال بعد یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ ہر رکن کی میعاد چار سال ہوگی۔ ½ کی دو سال اور ½ کی چار سال۔

۲۔ سینٹ کو معزول نہیں کیا جا سکے گا۔

۳۔ جو مسودہ قانون قومی اسمبلی میں منظور ہو اسے سینٹ میں پیش کیا جائے گا۔ اور وہ ۹۰ دن میں بہ ترمیم یا بلا ترمیم منظور کرے گا یا مسترد کر دے گا۔ اگر اس عرصہ میں کچھ نہ کیا گیا تو مسودہ قانون پاس تصور کیا جائے گا۔ سینٹ خاموش رہا تو اسے صدر کی منظوری کے لیے پیش

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے گا۔

۴۔ سینیٹ بل مسترد کردے یا ترمیم کردے تو اسے مکرر قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ منظوری کی صورت میں اسے براہ راست صدر کی منظوری کے لیے بھیج دیا جائے گا۔

دراصل صوبائی احساسات کی بنا پر سینیٹ کی ایجاد کی گئی ہے تاکہ قومی اسمبلی میں اپنی پوری نمائندگی کے نہ ہونے کی صورت میں اپنے حقوق اور مسائل کی نگرانی کی جا سکے۔ بہرحال دونوں ایوانوں میں تضاد کی صورت میں فیصلہ قومی اسمبلی کا ہی ناطق تصور کیا جائے گا۔

۱۔ اسلامی کونسل کے ارکان کی تعداد کم سے کم ۸ زیادہ سے زیادہ ۱۵ ہوگی۔ ایک کو صدر ہی چیئرمین مقرر کرے گا۔

۲۔ ان کی تقرری صدر کرے گا۔ مگر ضروری ہوگا کہ وہ اسلام کے متعلق علم رکھتے ہوں۔

۳۔ ان میں کم از کم دو افراد ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے جج ضرور ہوں گے۔

۴۔ ان میں کم از کم چار ایسے رکن ہوں گے جنھوں نے ۱۵ سال تک ریسرچ یا اس کی تدریس کی ہوگی۔

۵۔ ان میں ایک عورت بھی ضرور ہوگی۔

۶۔ اگر اکثریت سینیٹ کے کسی رکن کے خلاف صدر سے سفارش کرے گی تو صدر اس کو الگ کر سکے گا۔

۷۔ پارلیمنٹ اسلامی کونسل سے مسودہ قانون کے بارے میں رائے معلوم کر سکے گی۔

۸۔ اور کونسل اس کو یہ بتائے گی کہ یہ اسلام کے مطابق ہے یا نہیں؟

۹۔ اپنی آخری رپورٹ سات سال کے اندر پیش کرے گی اور ہر سال ایک عبوری رپورٹ پیش کرتی رہے گی۔ رپورٹ چاہے آخری ہو یا عبوری اسے دونوں ایوانوں کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اور آخری رپورٹ کے پیش ہونے کے دو سال بعد تک اس کلاس کے مطابق قانون بنائے گی۔

گورنر کا تقرر صدر کرے گا اور اس وقت تک اپنے عہدے پر فائز رہے گا جب تک اس کو صدر کی خوشنودی حاصل ہوگی۔ اور وہ وزیراعلیٰ کے مشوروں کا پابند ہوگا نیز وزیراعلیٰ کی جانب سے دی جانے والی ہدایت کے بارے میں عدیہ کو تفتیش کرنے کا اختیار حاصل نہ ہوگا (ص ۵۴)

۱۔ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کا تقرر صدر کرے گا اور دیگر جج بھی صدر چیف جسٹس کے مشورہ سے مقرر کرے گا۔ اسی طرح ہائی کورٹ کے جج صاحبان۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ عدلیہ کو انتظامیہ سے آئین کے لاگو ہونے کے تین سال کے اندر بتدریج الگ کر دیا جائے گا۔

یعنی ابھی نہیں (مادہ ۲۰۰)

اس سلسلے میں چند ایک امور ایسے سامنے آتے ہیں جن سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ:

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر، سپیکر اور وزیر اعظم کے لیے ضروری نہیں کہ وہ کتاب و سنت کے علم و عمل اور حکمت کے حامل بھی ہوں۔ یعنی شہر کی جامع مسجد کا خطیب اور امام وہ، جو اور تو سبھی کچھ ہو مگر اس کو نماز نہ آتی ہو۔

مذکورہ بالا ساری سیاسی حکمتِ عملی کی انتہاء ملک کے وزیر اعظم کی ذات پر ختم ہوتی ہے۔ قومی اسمبلی جس میں وزیر اعظم کو اکثریت حاصل ہے وہ بھی دراصل اپنی نہیں، وزیر اعظم کے دل کی بات قومی اسمبلی کی زبان میں کہتی ہے۔

اسلامی کونسل اور شعبوں کی بات بھی اسی "ذات والا" کی صوابدید پر منحصر ہے۔ اسلامی کونسل صرف سفارش کا حق رکھتی ہے۔

صدر، سپیکر اور وزیر اعظم بظاہر علیحدہ علیحدہ منصب ہیں لیکن معنویت کے لحاظ سے صدر اور سپیکر کی حیثیت "وزیر اعظم" کی زبان کی ہے۔ علیحدہ کچھ نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک یہ کچھ اچھی فال نہیں ہے یہ اس کی صرف ایک آئینی حیثیت کی بات ہے۔ جہاں تک ان کی شخصی حیثیت کا معاملہ ہے، اس میں ان کی "انفرادیت" محلِ نظر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی سوچنا ہے کہ ان کا انتخاب قومی امنگوں اور دلچسپیوں کا مظہر ہے یا کسی فردِ واحد کی نظرِ کرم اور مصلحت آمیز صوابدید کا نتیجہ؟ ہمارے نزدیک اصل صورت اخیری ہے۔ اس لیے اندازہ یہی ہے کہ یہ دونوں بزرگ مسٹر بھٹو کو شاید ہی کسی مفید مشورہ کا قائل کر سکیں۔ اس پر اگر کوئی صاحب یہ کہہ دیں کہ:

منفرد مقام اور حیثیت کے حامل یہ دونوں منصب ضائع ہو گئے ہیں اور ان کی افادی حیثیت مشتبہ ہو گئی ہے تو اس کو جھٹلانا آسان نہیں ہوگا۔

۱۹۳۵ سے شائع ہونیوالا ادبی ماہنامہ
ادبِ لطیف لاہور
مدیر: ناصر زیدی
معاصر ادب کا ایک جریدہ نہیں ہے تحریک ہے
ادب کے جدید تقاضوں کا ترجمان
وہ ایک رسالہ کئی رنگ
کسی بھی اچھے بک سٹال سے طلب کیجئے!
بہترین نظمیں، عمدہ افسانے
خوبصورت غزلیں
دلکش مضامین۔ انشائیے
طنز و مزاح
منیجر: ماہنامہ "ادبِ لطیف" ۱۵ سرکلر روڈ لاہور
فون: ۵۲۰۰۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التفسیر والتعبیر

مولانا عزیز زبیدی واربرٹن

سورۂ فاتحہ

(قسط ۲)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

اِيَّاكَ نَعْبُدُ ۱۲ وَاِيَّاكَ ۱۳ نَسْتَعِيْنُ

الٰہی! ہم صرف تیری ہی غلامی کریں گے اور اس کے لیے، تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں

اِيَّاكَ نَعْبُدُ ۱۲ (الٰہی! ہم صرف تیری ہی غلامی کریں گے)

جب وہاں آپ یا ست میں یا ور کوئی نہیں! تو ہی تو ہوگا تو پھر بخدا! یہاں بھی تو ہی تو! تیری عبادت کریں گے، تیرے ہی غلام رہیں گے، غلام بے دام بنیں گے، تیرے ہی گن گائیں گے، ہر رنگ اور ہر حال میں تجھی کو اپنا قبلۂ حاجات اور مرکزِ توجہ تصور کریں گے اور تیری ہی طرف اپنا سفرِ حیات جاری رکھیں گے۔

ان شاء اللہ وھو ولی التوفیق

وَاِيَّاكَ ۱۳ نَسْتَعِيْنُ (اور (اس کے لیے) تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں)

الٰہی! خدا جوئی کا تہیا کر لیا ہے لیکن یہ مہم تیری توفیق اور رہنمائی کے بغیر سر ہو، مشکل، مشکل ترین محال اور ناممکن ہے۔ تو ہی ہماری مدد فرما، تو یہ راہ آسان کر اور تو ہی "منزل مراد" تک پہنچا وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ

اللہ کی غلامی کے سلسلہ میں رب سے توفیقِ استقامت کی درخواست کے علاوہ اک خدا سے ایک عہد و پیمان بھی ہے کہ الٰہی! جیسے عبادت صرف تیری ہے بالکل ویسے ہی "آسرا" بھی صرف تیرا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

ہم کو سیدھا رستہ دکھا ۔ ان لوگوں کا رستہ جن پر تونے (اپنا) فضل کیا۔

انسان کے بھٹکنے اور بھٹکنے کا سب سے بڑا سبب غیر اللہ سے آس اور توقعات کے غلط سہارے ہیں، وساطتوں کے یہ سارے چکر، انہی خوش فہمیوں کے پیدا کردہ حجابات اکبر ہیں۔ جو خدا اور بندوں کے درمیان شروع سے حائل ہیں اور نفس وطاغوت کی تزئین اور تحریص کا نتیجہ ہیں۔ اگر پہلے ہی ان کی رگ گلو پر چھری پھیر دی جائے تو پھر یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی اس کا "در" چھوڑ کر کسی غیر کی دہلیز اور آستاں پر چوکڑی مار کر بیٹھ رہے یا کسی کے لیے ان میں کوئی وجہ دلکشی باقی رہے؟ ایک اللہ کے ولی فرمایا کرتے تھے: یہ سب کمزوریاں رب سے بے خبری کا نتیجہ ہیں۔

يَا رَبِّ! عَجِبْتُ لِمَنْ يَّعْرِفُكَ كَيْفَ يَرْجُوْ غَيْرَكَ وَعَجِبْتُ لِمَنْ يَّعْرِفُكَ كَيْفَ يَسْتَعِيْنُ بِغَيْرِكَ (جامع العلوم والحکم لابن رجب ص ۱۳۵)

الٰہی! میں حیران ہوں! تجھے پہچان کر پھر کوئی کیسے غیر سے آس لگاتا ہے اور یہ کتنی حیرت کی بات ہے کہ تجھے پہچانتا ہے، پھر غیر سے مدد مانگتا ہے۔

حضرت حسن بصری، حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خط میں لکھتے ہیں کہ

لَا تَسْتَعِنْ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَيَكِلَكَ اللّٰهُ اِلَيْهِ (جامع العلوم ص ۱۳۵)

غیروں سے مدد نہ مانگیے ورنہ اللہ آپ کو اسی کے حوالے کر دے گا۔

الغرض استعانت کا دائرہ وسیع ہے: پس جو استعانت بندے اور خدا کے مابین "حجاب" ثابت ہو وہ کافری، جو اس کی راہ نکالے، وہ ایمان پروری، بندے کو جو خدا سے دور سے دور رکھے، وہ ممنوع اور جو خدا سے قریب تر کر دے وہ مشروع، اللہ اللہ خیر سلا۔ ظاہر ہے وہ ایمان وعمل صالح ہی ہیں، ان کے سوا اور جو شے بھی ہوتی ہے وہ وسیلہ کے بجائے پاؤں کے لیے بیڑیاں بن جاتی ہیں۔ تجربات آپ کے سامنے ہیں۔

لہ اھدنا الصراط المستقیم (نہایت لطف وکرم کے ساتھ ہم کو سیدھی راہ دکھا)

آپ نے عہد غلامی کر کے اللہ تعالیٰ سے توفیق عمل کی درخواست کی تھی اور اس کا بھی یقین دلایا تھا کہ الٰہی صرف تیرے ہی در کی آس رکھوں گا اور جو مانگنا ہوگا تجھ ہی سے مانگوں گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ جواب ملا، کہ پھر یوں دعا کیا کرو! اگر طلب صادق ہے تو، ہمت کیجیے! لب بام کچھ زیادہ دور نہیں رہا۔ کیونکہ جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔

خدا جوئی کے جذبہ سے، وحی الٰہی کی رہنمائی میں "سفر حیات" کی منزلیں طے کرنے کا نام "صراط مستقیم" ہے۔ خدا جوئی کا جذبہ اور نیت نہ رہے یا وحی الٰہی کی رہنمائی سے ہی کوئی الگ ہو جائے تو وہ راہ "صراط مستقیم" نہیں رہے گی۔

صراط مستقیم کا نام لے کر یہ سمجھایا ہے کہ: جو مانگا ہے، وہ کچھ پکا پکایا ہوا بیر نہیں کہ آپ کی جھولی میں ڈال دیا جائے بلکہ آپ کا مقصود و مطلوب وہ "دھرا" ہے اور "راہ" یہ جاتی ہے۔ چل پڑو! راہیں ہم کشادہ کرتے چلیں گے۔

اَلَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا

الغرض صراط مستقیم، جہد و کوشش کے لیے ایک لطیف تلمیح ہے، یہ نہیں کہ صراط مستقیم کی دعا کرنے سے بیٹھے بٹھائے "ولی" بن جاؤ گے اور "فی سبیل اللہ" قرب الٰہی حاصل ہو جائے گا۔ راہ ہمیشہ چلنے کے لیے دکھائی جاتی ہے بیٹھے رہنے کے لیے نہیں دکھائی جاتی۔

ہدایت کے معنی لطف و کرم کیساتھ سیدھی راہ دکھانے کے ہیں یعنی الٰہی! راہ صرف اتمام حجت کے لیے نہ دکھائیو! بلکہ نہایت رحمت و رافت اور شفقت کے ساتھ "تھام تھام کر" لے چلنے کے لیے دکھائیو۔

لہ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ (ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے (اپنا) فضل کیا)

جو جس راہ پر چل رہا ہے اسے "صراط مستقیم" سمجھتا ہے۔ مگر یہ تو سب کی اپنی اپنی راہ ہوئی صراط مستقیم کہاں؟ صراط مستقیم میں تعدد تنوع کا ہوتا ہے۔ تضاد کا نہیں، تضاد میں منزلیں جدا جدا ہو جاتی ہیں، تنوع میں منزل اور دل سب کے ایک رہتے ہیں، صرف رفتار اور رفتار کار میں فرق پڑ جاتا ہے، کوئی تیز، کوئی تیز تر، کوئی تیز ترین اور کوئی ان سے بھی "سبک تر" مگر رخ سب کا ایک ہی طرف ہوتا ہے، محرک بھی سب کا ایک ہی ہوتا ہے اور منزل بھی ایک، اختلاف رائے ہوتا ہے تفرقہ نہیں ہوتا ——— بہر حال "صراط مستقیم" کی تشخیص اور تعیین، لوگوں کی اپنی اپنی صوابدید پر نہیں چھوڑی، بلکہ خود ہی واضح کر دی کہ، خدا کی نگاہ میں صراط مستقیم وہ ہے جس پر "خاصان خدا" انبیاء، صدیق، شہداء اور صالحین کے نقوش پا ثبت ہیں، یہ منعم علیہم ہیں ان میں یہ تعدد اور تفاوت مقامی کے مدارج کا ہے، تفرق اور تضاد کا نہیں ہے۔ اس لیے دوسری جگہ "انعمت علیہم"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

نہ ان کا جن پر (تیرا) غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کا

کی نشاندہی کرتے ہوئے ان مذکورہ چاروں اصحاب مدارج کے ذکر کے بعد فرمایا:

وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (سورۂ نساء رکوع ۹)

اور یہ لوگ (کیا ہی) اچھے ساتھی ہیں۔

مدارج میں اتنے عظیم تفاوت کے باوجود ان کو "اچھے ساتھی" کہا، کیونکہ یہ اختلاف عصری ہے یا علمی، مساعی کا ہے یا سفر حیات میں قدرتی تنوع کا، تضاد، تصادم اور عناد کا نہیں ہے۔ اختلاف مدارج اور مساعی کے اس تنوع سے، ملی وحدت اور اس کی مرکزی حیثیت کو نقصان نہیں پہنچتا۔ ان کا دینی اخلاص، علمی بصیرت اور نیتوں کے چشمۂ صافی بھی گدلے اور مکدر نہیں ہوتے۔ خدا کے ہاں یہ مساعی جمیلہ "سعی مشکور" کہلاتی ہیں۔

ان کا یہ اختلاف، "اختلاف امتی رحمۃ" (میری امت کا اختلاف سراپا رحمت ہے) کا مظہر بھی ہوتا ہے جس میں کمزوریوں کے بے گنجائش نکل آتی ہے اور باہم منافست اور مسابقت کیلئے راہ ہموار ہوتی ہے۔ جہاں ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کے لیے یہ مہمیز کا کام دیتی ہے۔ وہاں ایک ساتھ، ایک دوسرے کو تھام تھام کر کے چلنے کی قدرتی تحریص اور ترغیب بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر آہ! زوال اور انحطاط کے دور میں "مسابقت" کی روح تو جاتی رہی۔ تضاد اور تصادم کو ہی دین سمجھ لیا گیا اس لیے یہ تضاد بڑھتا جا رہا ہے جو تھمنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ جس کی وجہ سے مسلمان، حسن رفاقت کی اس توفیق سے محروم ہوتے جا رہے ہیں جو قرآن نے "صراط مستقیم" پر چلنے والوں کا خاصہ اور نشانی بتائی ہے۔ غور فرمائیے ہماری وہ ابتداء تھی اور اب یہ انتہا ہے۔ فلیبک علی من کان باکیا۔

صراط الذین انعمت علیھم کی تخصیص فرما کر یہ بات بھی واضح کر دی کہ انعام کارکردگی کی بنیاد پر ملا کرتا ہے، وہ بھی سراپا عمل اور اخلاص تھے، آپ کو بھی وہی حسن عمل وہی اخلاص اور حسن رفاقت کا وہی معیار پیش کرنا ہوگا۔ اس کے بغیر صراط مستقیم کا فیضان، اس پر استقامت اور اس کے مبارک نتائج کا ظہور رہو، مشکل اور ناممکن ہے۔

۱؎ غیر المغضوب علیھم (نہ ان کی راہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین میں ترمیمیں کرتے، خدا کو، رسول خدا اور مسلمانوں کو فریب دینے، پیغمبر کو حریف سمجھنے، وقار کا مسئلہ بنا کر تحریک نبوی کا مقابلہ کرنے، قومی اور وطنی سطح پر اسلام کو تولنے، سیاسی مفاد اور مادی مصالح کے معیار پر دین و ایمان کی باتیں کرنے، خاصانِ خدا کی تحقیر، ایمان اور عمل صالح سے پیچھا چھڑانے کے لیے جھوٹے حیلے بنانے کے باوجود اس فریب میں مبتلا رہنا کہ، خدا ہمارا اور ہم خدا کے، خدا کے غضب کو بھڑکانے والی باتیں ہیں خدا کے ہاں اسی طرزِ عمل اور بھونڈی ذہنیت کا عنوان "یہودیت" ہے۔ یہودیت صرف ایک نسل اور قوم نہیں ایک منافقت، مکروہ ذہنیت، ایک فریب اور ایک شرمناک کردار کا نام بھی ہے۔ غیر المغضوب کہہ کر گویا کہ آپ نے خدا سے یہ دعا کی ہے کہ الٰہی ان مکار اور سرکش اقوام اور افراد کی راہوں سے دور رکھیو ——— دعا عموماً بے چین دل کی آواز ہوتی ہے، جو دعا اتنی گہرائی سے نکلتی ہے قلب و نگاہ پر اس کے اثرات ضرور نمایاں ہوتے ہیں۔ یعنی اگر وہ اس پکار میں سچا ہے تو ان کے اعمال اور افکار سے بھی ضرور نفرت کرے گا۔ ورنہ وہ دعا نہیں ہوگی ایک بے روح اور بے معنی آواز ہوگی۔

۵ وَلَا الضَّآلِّیْنَ (نہ گمراہوں کا) چلے تو خدا کو مگر راستہ میں بھٹک گئے۔ حصولِ خدا کی نیت سے، چھوٹے چھوٹے خدا اور ناخدا گھڑ لیے، نیک جذبہ کے ساتھ انواع و اقسام کے بدعات کی تخلیق کی، فرائض تو جوں توں کر کے نباہے مگر خانہ ساز نفلی رسومات میں یوں کھو گئے کہ ان کو اپنا ہوش رہا نہ خدا کا، جیسے بھی تو اللہ والوں کی ایک نہ سنی، لیکن جب وہ خدا کو پیارے ہو گئے تو ان کی پوجا کی، ترکِ دنیا کی ڈینگیں ماریں مگر نکلے سب سے بڑے ہوس پرست اور زر پرست، بلکہ خدا کے نام کی مالا، حصولِ زر کے لیے پھیرتے رہے اسلامی زبان میں ان احمقوں کا عنوان "عیسائیت" ہے۔ یعنی اللہ سے آپ کی درخواست یہ بھی ہے کہ:

الٰہی! ان برخود غلط اور فریب خوردہ لوگوں کی راہوں سے بھی پرے رکھیو۔

آمین: علماء نے لکھا ہے کہ ختم سورت پر آمین کہنا سنت ہے۔ بخاری میں ہے کہ امام آمین کہے تو آپ بھی آمین کہیں (گناہ بخشے جاتے ہیں۔ (بخاری) ایک روایت میں ہے کہ تم میں سے جب کوئی آمین کہے اور فرشتے بھی آسمان میں آمین کہیں اور دونوں کا باہم کراس ہو جائے تو بخشش ہو جاتی ہے (بخاری باب فضل التامین)

آمین کے معنی ہیں "اِسْتَجِبْ" ! الٰہی قبول فرما! ——— فرشتوں کی آمین کی معیت کے ذکر میں ایک تلمیح بھی ہے۔ یعنی حضورِ قلب (فرشتہ صورت، فرشتہ سیرت) کی دولت کا حامل ہونا چاہیے۔ آمین دراصل اس شخص کی صدا ہوتی ہے جو زبانِ حال سے کہتا ہے کہ الٰہی! اور کدھر جاؤں، تو ہی تو ہے، تو ہی ٹھکرا دے تو کہاں امان پاؤں! اپنے در سے نہ دھتکاریو! قبول فرمائیو!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئین دراصل ایک ذہن، ایک فریاد اور ایک پس منظر ہے مگر کچھ یار دوستوں نے اس کو صرف گرمیٔ محفل کا مسئلہ بنا ڈالا ہے۔ دین برحق کے فیضان سے محرومی کے لیے اتنی ہی بات بس کرتی ہے کہ اس کے احکام کو اپنے پس منظر اور مرکز ثقل سے ہٹا کر لفظی موشگافیوں اور قانونی حیثیت کی حد تک ان کے آئینی تقاضوں کو پورا کرنے پر کوئی قناعت کیش ہو جائے! الفاظ معانی اور روحِ معانی تک رسائی کا ذریعہ ہیں۔ خود روح نہیں ہیں، اصلی روح وہ شے ہے جس کی طرف الفاظ اور زبان کا قافلہ گامزن ہے۔

صورت و معنے۔ بسم اللہ کا ورد حسب حال جاری رہے تو حضورِ قلب کی دولت ہاتھ آ جاتی ہے، اس لیے اسے ہر کام کے آغاز میں ضرور ملحوظ رکھنا چاہیے! برکت ہوتی ہے، احساسِ معیت کی وجہ سے "معصیت" سے بچ جانے کی توفیق بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

خدا خود بھی اپنی حمد کرتا ہے اور آپ سے بھی اس کی توقع رکھتا ہے کہ اس کے گن گائیں، اس کی ذات اور حسین صفات پر نظر رہے تو واقعی بے ساختہ زبان سے واہ وا نکل ہی جاتی ہے — اس سے معلوم ہوا کہ تعریف اس کا حق ہے اس میں اس کا اور کوئی شریک نہیں!

بد کی تعریف نہیں چاہیے کیونکہ اس بے انصافی اور اسراف پر عرش الٰہی لرز جاتا ہے۔ تعریف ایک نذرانہ عقیدت ہے اس لیے فکر و عمل میں جذب و کیف نہ ہو، تو حمد کا واہمہ ہوتا ہے، حمد نہیں ہوتی۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ کا ورد بڑی اکسیر شے ہے! بکثرت جاری رکھیے اور اپنے کو اس رنگ میں رنگنے کی کوشش کیجیے، ضرور رنگ لائے گا! ان شاء اللہ سوہنے کی تعریف! سوہنے ہی منہ اور زبان سے اچھی لگتی ہے۔

خدا پر کوئی شے واجب نہیں، وہ جو بھی فضل و کرم کرتا ہے، صرف اس کا کرم ہے، رحم ہے ترس ہے۔

خدا کی غلامی اور غیر کی غلامی ایک ساتھ نہیں چل سکتیں، اس لیے گھپلا سے بچیے ورنہ آپ کی عبادت متوقع رنگ نہیں لائے گی۔

سچی اور پائیدار غلامی کے لیے ضروری ہے کہ غیروں سے آسیں توڑ کر صرف اسی سے آس لگائیے، جیسے بھی آپ اپنی احتیاج میں اپنا سہارا تصور فرمائیں گے، وہ آپ کو عزیز از جان بن جائے گی اس لیے غیر سے آس لگانے میں جو مضرت ہے، اس کا احساس کیجیے۔ خدا صرف اس کا رہتا ہے جو صرف اس کا ہو رہتا ہے۔ ساجھے کی صورت میں خدا خود پیچھے ہٹ جاتا ہے، پھر اسے اس کے حوالے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیتا ہے، پھر وہی ہوتا ہے جو ہو سکتا ہے۔ جتنا کسی غیر کی طرف بڑھیں گے، اتنی مسافت حق سے دور جا پڑیں گے
اعاذنا اللہ وایاکم منہا ومن کل مکروہ۔

راہ راست اسلام ہے، اللہ والے اس راہ کی مشعلیں ہیں، ان کی روشنی میں سفر جاری رہا تو سفر انشاء اللہ کامیاب رہے گا۔ اس راہ سے ہٹ کر جتنا سفر ہوگا، منزل اتنی دور ہوتی چلی جائے گی۔ اور بسا اوقات انسان اتنی دور نکل جاتا ہے کہ اسے "ضیاع منزل" کا ہوش اور احساس بھی نہیں رہتا۔ خدا کے ہاں اسی کا نام خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (ان کے دلوں پر اللہ کی مہر لگ گئی) ہے۔

ضیاع منزل کے دو سبب ہیں، یہودیت اور عیسائیت۔ یعنی اس معنی میں جو ہم نے ذکر کیا ہے! جتنے یہ اسباب مہلک ہیں، اتنے عام بھی ہیں۔ اور ان کی سنگینی سے اتنے ہم غافل بھی ہیں۔ انا للہ!

اسلامی صحافت کا علمبردار

ہفت روزہ المنبر لائلپور

امتیازی خصوصیات

- قادیانیت کے خلاف تیغ بے نیام
- حزب اقتدار اور اختلاف کا یکساں محاسبہ ونا قد
- دعوت اہل القرآن کا مرقع
- اتحاد عالم اسلامی اور اسلامی دولت مشترکہ کے قیام کا نقیب
- مغربی و سوشلسٹ تہذیب و نظریات پر ضرب کاری

بہترین مضامین ——— بہترین طباعت

"المنبر" کا مطالعہ کیجئے اور قلب و ذہن کی دنیا آباد کیجئے

قیمت فی شمارہ .... ۶۰ پیسے

سالانہ زر تبادلہ .... ۲۵ روپے

رابطہ کے لیے

منیجر۔ ہفت روزہ "المنبر" پوسٹ بکس نمبر ۱۰۱ لائلپور

ہدیہ ... عبدالرحیم اشرف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سید محمد یوسف

عالم اسلام کا اتحاد اور استعماری طاقتوں کے جال

مشنری سرگرمیاں، تبشیر اور استعمار ایک دوسرے کے تعاون کے تحفظ کا ذریعہ ہیں

(بسلسلہ مسلمان ریاستوں میں اسلامی قانون سازی کے قابل غور مسائل)

قسط (۲)

دوسرا موضوع تھا الوحدۃ الاسلامیہ یعنی اتحاد عالم اسلامی۔ اس موضوع پر بہت کم مقالے پڑھے گئے۔ ایک مقالہ دکتور عبدالعزیز کامل کا قابل توجہ تھا۔ انھوں نے کہا کہ دو چیزوں میں تشابہ یا تباین دیکھنا بڑی حد تک دیکھنے والے کے نقطہ نظر کی بات ہے۔ عالم اسلامی کے قلب میں وہ قوم ہے جو سب سے پہلے اسلام کا جھنڈا لے کر نکلی اور جس کی زبان قرآن کی زبان ہے۔ مشرق میں وہ قومیں ہیں جو عقیدۂ اسلام میں برابر کی شریک ہیں اور جن کی عبادت کی زبان عربی ہے۔ شمال میں جنوبی یورپ سے اسلام سمٹ چکا ہے اور وسط ایشیا سے بھی سمٹ رہا ہے۔ یہ اسلام کے جزر کا کنارہ یا "خط التراجع" یعنی پسپائی کا خط ہے۔ جنوب میں یعنی افریقہ میں اسلام کے مد کا کنارہ یا "خط التقدم" یعنی آگے بڑھنے اور پھیلنے کی سمت ہے۔ یورپ کی عیسائی قومیں اسلام کے اس پھیلاؤ کو روکنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں۔ اس غرض سے وہ سیاسی دباؤ بھی ڈالتی ہیں اور سب سے بڑھ کر مدرسوں اور اسپتالوں کے ذریعہ کام کرتی ہیں۔ انھیں دشمن اسلام طاقتوں نے اسلام کے قلب میں اسرائیل کا خنجر بھونک دیا ہے جس سے عالم اسلام دو ٹکڑے ہو گیا ہے۔ دور عالم اسلام کے مشرقی کنارے پر فلپائن میں مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی کھلی جنگ ہو رہی ہے۔ اس سلسلے میں خاص طور پر سلطان عبدالحمید کا ذکر آیا کہ وہ تاریخ کی بڑی مظلوم شخصیت ہے۔ انھوں نے چونکہ فلسطین میں یہودیوں کی آبادکاری کے منصوبہ کو ماننے سے انکار کر دیا تھا اس لیے وہ سازش کا شکار ہوئے اور مسلمانوں نے بھی ان کی قدر نہیں پہچانی۔ دوسرے یہ کہ حبشہ کے ہیلی سلاسی اسلام کے پکے دشمن ہیں، مسلمانوں پر انھوں نے بے پناہ مظالم ڈھائے ہیں اس کے باوجود سیاسی مصلحتوں کی بنا پر مسلم ممالک میں ان کی آؤ بھگت ہوتی ہے۔ الغرض پورے عالم اسلام میں عقیدہ کی وحدت ہے، کم از کم عبادت کی زبان ایک ہے۔ زندگی کے طور طریقے بھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یکساں ہیں۔ مختلف سیاسی وحدتوں کے وجود سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن استعماری طاقتوں نے اقلیمیت قومیت اور علاقائی عصبیت کا بیج بو دیا ہے۔ سب سے بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر مسلم ممالک بڑی طاقتوں کی رسہ کشی کے سیاق میں مختلف بلکہ متضاد میلانات و رجحانات رکھتے ہیں اور ان کی بڑی شدومد سے حمایت کرتے ہیں۔ ماضی میں یہ ہوا کہ ابتداء ہی سے وحدتِ اسلامی کا جامع منصوبہ باندھا گیا۔ اور بڑی بڑی توقعات اس سے وابستہ کی گئیں۔ واقعیت کا تقاضا یہ ہے کہ جن مقاصد پر مکمل اتفاق رائے ہو ان سے ابتداء کی جائے خواہ یہ مقاصد کتنے ہی محدود کیوں نہ ہوں، اور اس اتحاد کو خود بخود بڑھنے کا موقع دیا جائے اتنا بے شک ضروری ہے کہ مختلف ادارے جو کسی نہ کسی دائرہ میں اتحاد کے لیے کوشاں ہیں انھیں ایک مرکزی ادارہ میں جمع کر دیا جائے۔

تیسرا موضوع تھا التبشیر فی العالم الاسلامی۔ یعنی عالم اسلامی میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں۔ یہ بات بڑے افسوس کے ساتھ کہی گئی کہ مسلم ممالک کی سیاسی آزادی اور استقلال کے بعد اس موضوع کو سرے سے ختم ہی ہو جانا چاہیے تھا اور استعمار کی تاریخ کا جزو بن کر ماضی کی داستان میں جگہ پانا چاہیے تھا۔ اس کے برعکس یہ موضوع آج پہلے سے کہیں زیادہ تازہ، خطرناک اور فوری اہمیت کا حامل ہے۔ یہ ایک دل خراش حقیقت ہے کہ آزادی کے بعد سے تمام مسلم ممالک میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں نئے وسائل اور نئے اسالیب کے ساتھ بڑے پیمانے پر اور بڑی سینہ زوری کے ساتھ نمودار ہوئیں اور روز افزوں تیزی کے ساتھ آج بھی بلا روک ٹوک جاری ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ کوئی کہے یا نہ کہے یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ پس ماندہ ملکوں کو آزادی دیتے ہی یورپ کی ترقی یافتہ قوموں نے ان کو صنعتی ترقی کا خواب دکھلایا اور از خود دروازہ پر آ کر طرح طرح کی امداد (ایڈ) کی پیشکش کی۔ یہ امداد ایک ایسا جال ہے کہ طائر زیرِ دام جتنا باہر نکلنے کی کوشش کرتا ہے اتنا ہی اس کے پھندے مضبوط ہوتے جاتے ہیں۔ بالخصوص مسلم ممالک کی اس احسان مندی سے عیسائی مشنری تنظیموں کے حوصلے بڑھے اور ان کے کارکنوں کو اپنے منصوبوں پر عمل کرنے کے مواقع میسر آئے۔

تاریخ میں ہمیشہ استعمار اور کنیسہ دونوں ایک دوسرے کے حلیف اور مددگار نظر آتے ہیں۔ یہ محض اتفاقی بات نہیں بلکہ اس کے پیچھے ایک فلسفہ ہے۔ ایک طرف تو یہ نظریہ ہے کہ دنیا تمام انسانوں کے لیے پیدا کی گئی ہے اس لیے کسی شخص یا قوم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسروں کو قدرتی ذخیروں تک پہنچنے سے روکے۔ یہ استعمار کی اخلاقی اساس ہے۔ دوسری طرف انجیل کا یہ حکم ہے کہ جاؤ اور اقوامِ عالم کو تعلیم دو۔ اس طرح تبشیر کے لیے سیاسی اور فوجی طاقت سے مدد لینا فرض ہوا۔ چنانچہ استعمار

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تبشیر دونوں ایک دوسرے کے مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بنے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب پرتگال اور سپین میں افریقہ کی تجارت کی بابت جھگڑا ہوا تو پاپا نیقولا خامس نے یہ فیصلہ دیا کہ گنیا تک افریقہ کی سرزمین پر قبضہ کرنا پرتگال کا حق ہے اور اگر کسی دوسری مسیحی طاقت نے اس کی مزاحمت کی تو اسے کنیسہ سے نکال دیا جائے گا۔ بعد کو جب کولمبس کے انکشافات کے نتیجہ میں اسپین کی بحری طاقت بڑھ گئی تو ۱۴۹۳ء میں پاپا الگزینڈر نے دنیا کے مختلف حصوں کو پرتگال اور اسپین کے منطقہ نفوذ SPHERE OF INFLUENCE میں تقسیم کیا۔ اس سے بڑھ کر سبق آموز یہ بات ہے کہ انیسویں صدی میں جب فرانس میں دین اور دولت (کنیسہ اور حکومت) میں مکمل جدائی ہو چکی تھی اور سیاست میں کنیسہ کا عمل دخل گوارا نہ تھا عین اسی وقت فرانس کی حکومت الجزائر میں کنیسہ اور اس کے کارکن مبشرین (مشنریز) کو اپنی سیاست کی تنفید کا مؤثر ادارہ تصور کرتی تھی اور اسی اعتبار سے اس کی سرپرستی کرتی تھی۔ گھر میں تو کنیسہ سے قطع تعلق اور گھر سے باہر کنیسہ کے ہاتھ میں ہاتھ۔ وجہ ظاہر ہے کہ مستعمرات میں حکومت اور کنیسہ دونوں کا مقصد مغلوب مسلمانوں کو ہمیشہ کے لیے اپنا غلام اور تابع بنانا تھا اور یہ اسی صورت میں ممکن تھا کہ انہیں ان کے دین سے ہٹایا جائے اور اسلام کی جڑ کاٹی جائے۔ یہ مبشرین جو رحمت کا پیام لے کر آئے تھے ان کے وحشی اعمال کی ایک مثال یہ ہے کہ ۱۸۶۸ء میں انھوں نے الجزائر کے قحط کے حالات میں ۳۰۵۰ اتیم عیسائی بنانے کے لیے بھیج دیے (ایسے واقعات ہندوستان کی تاریخ میں بھی ملتے ہیں)

انیسویں صدی تک مسلمانوں کی غیرت کا یہ حال تھا کہ وہ ان عیسائی مبشرین سے حکومت سے کسی اقدام کا انتظار کیے بغیر خود ہی نمٹ لیتے تھے۔ وہ ان کو بجا طور پر دشمن اسلام اور استعمار کا آلۂ کار اور جاسوس سمجھتے تھے اور دیکھتے ہی انھیں قتل کر دیتے تھے۔ غیرت مند مسلم عوام ان عیسائی مبشرین کو اپنے درمیان برداشت کرنے پر اس وقت مجبور ہوئے جب عیسائی حکومتوں نے کمزور مسلمان حکومتوں سے معاہدے کر کے امتیازات حاصل کیے۔ پھر بھی عرصہ تک یہ عیسائی مبشرین اندرونی علاقوں میں تاجروں کا بھیس بدل کر جاتے تھے۔ مسلمانوں کی رواداری کی اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ یہ دشمنانِ اسلام یہودی تاجروں کے بھیس میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے تھے۔ بیسویں صدی کے آغاز میں "شارل دو فوکو" یہودی کے لباس میں تونس اور مغرب کے علاقہ میں گھومتا پھرتا تا آنکہ اس کا بھانڈا پھوٹ گیا اور ایک مسلمان کی گولی نے اس کا کام تمام کر دیا۔ آج یہ حال ہے کہ مسلمانوں کو اور مسلمانوں کی حکومتوں کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ یہ رحمت کا پیام لانے والے صلیب بردار، ان کے، ان کی سیاسی آزادی کے اور ان کے دین کے دشمن ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استاد عثمان الکعاک نے تبشیر یعنی عیسائی تبلیغ اور عیسائیت کے پرچار کے اقسام اور طریقہ پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔

۱۔ پہلی قسم ہے التبشیر الصریح یعنی صریح انداز میں کھلم کھلا عیسائیت کا پرچار کرنا اس کے دو طریقے ہیں ایک طریقہ علمی مناظرہ کا ہے اس طریقہ سے عیسائیوں کو مطلق کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اسلام نہایت سادہ، منطقی اور آسانی سے عقل میں آنے والا مذہب ہے۔ اس کے برعکس عیسائیت کا ہر عقیدہ ایک گورکھ دھندا ہے۔ مسلمان علماء نے مناظرہ کی خدمت بڑی عرق ریزی اور خوش اسلوبی سے انجام دی ہے۔ سب سے پہلے ابن حزم نے اپنی کتاب "الفصل بین الملل والنحل" میں اس کا حق ادا کیا۔ اس کے بعد عبداللہ الترجمان کا نمبر آتا ہے جو تونس میں "سیدی تحفہ" کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ یہ ابتداء میں بہت بڑے پادری تھے۔ انھوں نے جب اسلام کا مطالعہ کیا تو خدا نے ایسی ہدایت کی کہ مسلمان ہو کر عیسائیت کا دندان شکن جواب لکھا۔ "پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے" ان کی کتاب کا نام ہے "تحفۃ الادیب فی الرد علی اھل الصلیب" یوں کہنا چاہیے کہ گھر کے بھیدی نے لنکا ڈھائی۔ انھیں کے ساتھ ہندوستان میں جواد ساباط اور شیخ رحمت اللہ کے نام زندۂ جاوید ہیں جنھوں نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مناظرات کا سلسلہ ہی ختم کر دیا۔

علمی مناظرہ کے مقابلہ میں دوسرا طریقہ تشکیک کا ہے۔ یہ طریقہ تحریر، تقریر اور تعلیم میں استعمال کرتے ہیں اور مسلم نوجوانوں کو ان کے دین، تہذیب اور ثقافت ماضی اور مستقبل کا بابت شک میں ڈال دیتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اسلامی نظام حیات فرسودہ ہو چکا ہے، موجودہ دور میں مغربی نظام حیات اختیار کیے بغیر ترقی ممکن نہیں۔ مسلمانوں میں بھی جمہوریت نہیں رہی۔ اسلام نے فقیروں اور مظلوموں کو صبر و شکر کی تلقین کر کے دبائے رکھا، علم میں ترقی کے لیے مسلمانوں کو قرآن کی زبان سے نجات حاصل کرنا پڑے گی اس کے بعد وہ چاہے اجنبی زبانوں، انگریزی، فرنچ کی برتری قبول کرلیں چاہے "مادری زبان" کے تعصب میں پڑ کر اپنی وحدت کو پارہ پارہ کرلیں۔ بہر دو صورت رنگ چوکھا آئے گا۔ اس طریقہ سے کوئی مسلمان عیسائی تو نہیں ہوتا۔ اتنا ہوتا ہے کہ وہ اسلام کو طوق گلو افشار سمجھنے لگتا ہے۔ اسلام کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔ عیسائی مبلغ اس نتیجہ سے پوری طرح مطمئن ہیں اور یہ مسلمانوں کے لیے سم قاتل ہے۔ اس کے لیے عیسائی مبلغ کتنے جتن کرتے ہیں اس پر تفصیل سے بحث ہوئی جس کا بیان آگے آئے گا۔

تبشیر صریح کبھی کبھی شمشیر دشمنان کے بل بوتے پر بھی ہوئی ہے۔ صلیبی جنگیں اس کی سب سے نمایاں مثال ہیں۔ وھران (شمالی افریقہ) کے علاقہ میں اسپینی کافی عرصہ تک چھوٹے بچوں کو زبردستی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائی بناتے رہے۔ ERA میں سسلی کے مسلمانوں کو جمع کرکے آگ میں جلایا گیا۔ بحر ہند میں استعماری طاقتوں کی قزاقی بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ استاد عثمان الکعاک نے کہا۔ ذرا غور کیجیے۔ بیافرا میں کیا ہوا؟ جنوبی سوڈان میں کیا ہوا؟ قبرص میں مکاریوس کیا کر رہا ہے؟ پاکستان کے ٹکڑے کرنے سے اصل مقصد کیا ہے۔ فلپائن میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کیوں کھیلی جارہی ہے؟

ایک قسم التبشیر المختفی ہے یعنی وہ تبشیر جو رحمت اور نیکی کے لبادہ میں چھپی ہوئی ہے۔ عیسائی گشتی شفا خانے، بڑے بڑے ہسپتال، اونچے اونچے مدرسے، یتیم خانے، دارالامان۔ سیلاب اور طوفان کے مارے ہوئے لوگوں میں امدادی کام۔ گھر گھر جاکر خواتین کو دستکاری سکھانا اور حفظان صحت کے طریقے سکھانا، یہ سب ظاہر میں رحمت اور باطن میں عذاب ہیں۔ جس روز ایک مسلمان یہ کہتا ہے کہ دیکھو! عیسائی کیسے رحم دل ہوتے ہیں اور کیسے نیکی اور خیرات کے کام کرتے ہیں!" اسی روز اسلام سے برگشتگی کا بیج ان کے دل میں پڑ جاتا ہے۔

الاستاذ عثمان الکعاک نے کہا کہ تبشیر یا عیسائیت کا پرچار ایک منضبط علم بن چکا ہے اور اس کے بہت سے فروع ہیں۔

۱۔ لغات اور لہجات یعنی بولیوں کا علم۔ جس ملک یا جس علاقہ میں عیسائیت کا پرچار کیا جائے وہاں کی زبانوں اور بولیوں کا باقاعدہ بڑی محنت سے علم حاصل کیا جاتا ہے۔ افریقہ اور ایشیا کی چھوٹی چھوٹی بولیوں کے سیکھنے سکھانے کا اہتمام اسی غرض سے کیا جاتا ہے۔ پیرس کے مدرسۃ اللغات الشرقیہ اور اسی قسم کے دیگر مدارس سے اصل فائدہ اٹھانے والے وہ عیسائی ہیں جنھیں کنیسہ کی جانب سے تبلیغ کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ مغرب میں استشراق یعنی مشرقی علوم و آداب، ادیان و تواریخ کی تعلیم کا رواج اسی ضرورت کے تحت اور اسی غرض سے عمل میں آیا۔ خواہ کچھ بھی کہا جائے آج تک استشراق پر تبشیر کی چھاپ ہے

زبانوں اور بولیوں کے علم سے محض افہام و ابلاغ کا کام نہیں لیا جاتا بلکہ اسے مسلمانوں میں فکری انتشار کا ذریعہ بھی بنایا جاتا ہے۔ مثلاً مختلف عرب ممالک میں گھر اور بازار میں بولی جانے والی زبان اس کلاسیکی عربی (قرآن کی زبان) سے قدرے مختلف ہے جو لکھی پڑھی جاتی ہے۔ یہ عیسائی پادری گھر اور بازار کی بولیوں کی صرف و نحو مرتب کرتے ہیں، ڈکشنریاں تیار کرتے ہیں، لوک لکھو جمع کرکے اسے ادب کا نام دیتے ہیں۔ الغرض وہ بولیاں جو جہل کی علامت سمجھی جاتی ہیں انھیں مستقل زبان کا درجہ دیتے ہیں تاکہ وہ کلاسیکی عربی سے ٹکرلیں۔ پھر ناصح بن کر بتاتے ہیں اور عربوں کو درس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں کہ جو زبان تم گھر میں بولتے ہو جو تمہاری مادری زبان ہے اسی کو لکھنے پڑھنے کا ذریعہ بناؤ اور قرآن کی زبان کا بوجھ جو تم لادے پھرتے ہو اس سے چھٹکارا حاصل کرو۔ چودہ صدیوں میں زبان کا بدل جانا بالکل فطری امر ہے۔ تم قرآن کی خاطر اس فطری تغیر کو روکنا چاہتے ہو اور اس سے انکار کرتے ہو۔ علم کے میدان میں تمہارے پیچھے رہ جانے کا یہی سبب ہے۔ فرانس کی حکومت اور مبشرین دونوں نے مل کر سب سے زیادہ زور عرب اور بربر کے اختلافات کو ہوا دینے میں لگایا۔ بربریوں سے کہا کہ عربی زبان عربوں کی غلامی کی علامت ہے عربوں نے تمہاری زبان کو کچل دیا ورنہ اس میں کیا نہیں ہے۔ یہاں تک آگے بڑھے کہ بربر زوغالی نسل سے ہیں جس نسل سے کہ فرانس کے باشندے ہیں۔ اس لیے ان کا فرانس کے ساتھ متحد ہونا ایک طبیعی امر ہے۔ علم اجناس البشر (۸۸) ANTHROPOLOGY کی مدد سے ثابت کیا کہ ایک بربری کے اور ایک عربی کے دماغ کی ساخت بالکل جداگانہ ہے۔ یہ فتنہ بڑے زور سے اٹھا۔ چند نوجوان جو پختہ شعور نہیں رکھتے تھے وہ گمراہ ہوئے لیکن بہت جلد یہ بات عیاں ہو گئی کہ عربوں کے اتحاد کی ضمانت "عربیہ فصحیٰ" کلاسیکی عربی اور قرآن کی زبان ہے۔ مقامی بولیوں کے تعصب سے یہ رشتہ ٹوٹا تو پھر وہ دین دنیا کہیں کے نہیں رہیں گے۔ بربریوں کے دل میں اسلام کتنا گہرا بیٹھا تھا اس کی بابت بھی فرانسیسی استعمار اور تبشیر دونوں کے اندازے غلط ثابت ہوئے۔ وہ یہ بھول گئے تھے کہ صدیوں عربوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر بربریوں نے جہاد کی روح کو محفوظ رکھا تھا جیسے ہی انھیں پتہ چلا کہ یہ انھیں اسلام سے برگشتہ کرنے اور فرانس میں ضم کرنے کی سازش ہے فوراً شدید ردِعمل ہوا اور فرانسیسی بربری مدارس سے نفرت و بغاوت کے شعلے اٹھے۔ ایک واقعہ ہے کہ مدرسہ میں ایک چھوٹی بچی کو فرانسیسی زبان کی ایک نظم یاد کرائی گئی جو کچھ اس طرح شروع ہوتی تھی :۔ اے چچا گرجا کی گھنٹی بج رہی ہے، جا دعا کر۔ شام جب وہ گھر لوٹ رہی تھی تو از خود اس نظم کو بدل کر یوں گا رہی تھی، میرے چچا! موذن نے اذان دے دی وضو کرا در جا نماز پڑھ۔

علال فاسی مغرب (مراکش) کے تجربہ کار سیاست دان اور لیڈر رہے ہیں۔ جہادِ آزادی میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ ایک نادر بات یہ ہے کہ وہ بیک وقت عالم بھی ہیں اور سیاسی لیڈر بھی۔ ایک طرف عربی کی قدیم لغت "مختصر العین للزبیدی" ایڈٹ کرتے ہیں دوسری طرف اپنی علمی بصیرت سے سیاست کو روشن کرتے ہیں۔ مجھے ان سے نو سال قبل ملنے کا اتفاق ہوا تھا اس کی بنا پر میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ ہمارے بہت سے پاکستانی لیڈروں سے بڑھ کر پاکستانی ہیں۔ افسوس کہ اتنا شناختہ قسم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیڈروں کا آئے دن پاکستان میں استقبال ہوتا رہتا ہے اور علال فاسی جیسے دانا اور مخلص دوستوں سے پاکستانی عوام ناآشنا ہی رہتے ہیں۔ خیر! علال فاسی علالت کی وجہ سے الجزائر کے اجتماع میں شریک نہ ہو سکے لیکن انھوں نے اپنا مقالہ لکھ کر بھیجا تھا: اس میں وہ لکھتے ہیں کہ جب مغرب کی جنگ آزادی پورے زور سے جاری تھی تو ایک طرف تو مجاہدین نے پاپائے روم سے اظہار ہمدردی کی جو اپیلیں کیں ان کا انھوں نے جواب تک نہ دیا۔ دوسری طرف روس نے اور بائیں بازو کی جماعتوں نے مجاہدین آزادی کا ساتھ دینے کی بجائے ڈی گال کی حکومت کی حمایت کی۔ جن ماسکو نواز حضرات کو اس سے اچنبھا ہو وہ سن لیں اور سمجھ لیں کہ روس کا منصوبہ یہ تھا کہ بالکل اتحاد سوفیاتی کی طرز پر ایک اتحاد فرانسیسی قائم ہو اور اس میں شمال افریقہ کے مسلم ممالک جن پر فرانس کا تسلط تھا ان کی حیثیت وہی ہو جو اتحاد سوفیاتی کے اندر وسط ایشیا کے مسلم ممالک کی ہے!! یہ وہی "قومیتوں کی آزادی وخودمختاری" کا نسخہ ہے جسے لینن کا سب سے بڑا کارنامہ سمجھا جاتا ہے اور جس کا اس قدر ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔ یہ نسخہ دو اجزا سے مرکب ہے پہلا جزو یہ ہے کہ ہر قسم کے اختلافات کو جلا دو۔ مقامی تعصبات کو ہوا دو۔ مصنوعی طریقوں سے نیشنلٹیز کو جنم دو اور کاغذ کے پرزے پر آزادی اور خودمختاری کا تحفہ دے کر طفل تسلی کر دی۔ دوسرا جزو یہ ہے کہ جب ہر نیشنلٹی انفرادی طور پر اتنی کمزور ہو جائے کہ کسی جدوجہد کے قابل نہ رہے تو سب کو نظریاتی، فوجی آمرانہ جابرانہ مرکزی نظام کے تحت آہنی اتحاد کی گرفت میں ایسا جکڑو کہ آزادی اور خودمختاری کے استعمال کا خیال تک نہ آنے پائے۔ بالخصوص دین ومذہب کی آزادی حرام قرار پائے اور غداری کے مترادف ہو جائے۔ اس کے بعد بھی اگر ذرا خدشہ ہو تو ایک آہنی پردہ ڈال کر ساری دنیا سے تعلق منقطع کر دو۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو شمالی افریقہ میں فرانس کی حکومت نے اور عیسائی مبشرین نے جو کچھ کیا تھا وہ روس کے مقاصد اور اس کے طریقہ کار کے عین مطابق تھا۔ متعدد عرب اور بربر قومیتیں دردِ زہ کے مرحلے سے گزر رہی تھیں۔ فرانس کی حکومت اگر ناپام بم گرا کر اپنے جبر واستبداد کو بچا رہی تھی تو یہ تو وہ گناہ ہے جو روس میں بھی کیا جاتا ہے۔ مقصود مسلم ممالک کی آزادی نہیں بلکہ یہ کہ فرانس کی حکومت روس کی شاگردی اختیار کرے اور مسلم ممالک کے ساتھ وہی سلوک کرے جو روس نے وسط ایشیا کے مسلمانوں کے ساتھ کیا ہے۔ وقت جیسے تیسے گزر ہی گیا البتہ روس کی اس معاندانہ پالیسی کا ایک اچھا نتیجہ برآمد ہوا کہ شمال افریقہ کے مسلم ممالک میں آزادی کی تحریکیں تمام تر اسلامی محرکات کے تابع رہیں اور بائیں بازو کی جماعتوں کو یہ موقع نہ مل سکا کہ وہ ان تحریکات میں عمل دخل پیدا کر کے ان کا منہ موڑیں اور اپنا الّو سیدھا کریں۔

جب یہ حقائق تابڑتوڑ سامنے آ رہے تھے تو میں بیٹھا پاکستان کے احوال پر غور کر رہا تھا۔ یہ جو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چار یا پانچ قومیتیں آہستہ آہستہ پل رہی ہیں جس روز انہیں بال و پر نصیب ہوئے اس روز انہیں متحد رکھنے کے لیے روسی امپیریلزم ناگزیر ہو جائے گا۔ روسی مارکہ قومیتوں کے کسی جمہوری نظام میں منسلک رہنے کی کوئی مثال نہیں۔ ایک آمرانہ و جابرانہ مرکزی نظام قومیتوں کے تصور کے ساتھ لازم ملزوم ہے گو قبل از وقت اس پر گفتگو نہیں کی جاتی۔

یہ مستشرقین اور مبشرین تاریخ اور علم الآثار (آرکیالوجی) کو بھی اپنے اغراض کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ مسلم ممالک کی قدیم تاریخ کرید تے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ اسلام سے پہلے یہ ممالک کیسی سیاسی اور تہذیبی عظمت کے مالک تھے۔ گویا اسلام ان کے زوال کا باعث ہوا۔ جب ایک مصری اہرام پر فخر کرنے لگے اور یہ بھول جائے کہ اسلام نے مصریوں کو بدترین غلامی، انسان کی بندگی، اقتصادی ظلم اور سماجی ناہمواری سے نجات دلائی تو ظاہر ہے کہ دشمنان اسلام کا مقصد پورا ہوا۔ اسی کا ایک اہم پہلو یہ ہے جس کی طرف استاد علال فاسی نے توجہ دلائی اور وہ یہ کہ استعماری حکومتیں شریعت کو میدان سے خارج کرنے کے لیے مقامی عُرف اور رواج کو زندہ کر کے اسے قانونی تحفظ دیتی ہیں۔ اس طرح ایک مرتبہ جب شریعت ہٹ جائے تو عرف اور رواج کو آگے چل کر اجنبی قانون سے بدلنا آسان ہو جاتا ہے فرانسیسی حکومت نے خاص طور پر بربری علاقوں میں یہی کیا۔ پہلے قبائلی عرف اور رواج کو زندہ کیا پھر اسے فرانسیسی قانون سے بدل دیا۔

استاد علال فاسی نے ایک اور بات بڑی اچھی کہی اور وہ یہ کہ جب عیسائی مبشرین مسلمانوں کو عیسائی بنانے سے مایوس ہو گئے تو انھوں نے اسلام میں ملاوٹ ڈالنے کی کوششیں تیز تر کر دیں اور اس کا ذریعہ مستشرقین کے نام نہاد علمی کارناموں کو بنایا۔ استاذ عثمان الکعاک نے اس کی تفصیلات دیتے ہوئے بتایا کہ عربی لغت اور شعر و ادب کی بہت سی کتابیں یسوعی پادریوں نے لبنان سے شائع کی ہیں الاب شیخو نے "شعراء النصرانیہ" لکھی ہے جس میں بے شمار عربی شاعروں کو نصرانی بنا ڈالا ہے۔ اس سے تبشیری مقاصد پر پردہ پڑ جاتا ہے اور مبشرین کو موقع ملتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے قریب آئیں اور انھیں متاثر کر سکیں۔ یہی مبشرین ساری دنیا میں مسلمانوں کے احوال کا تازہ بہ تازہ نو بہ نو مطالعہ کرتے رہتے ہیں مثلاً افریقہ میں اسلام کی بابت ٹری منگھم (TRIMINGHAM) کی تصانیف مسلمانوں کے لیے یہ بات باعث افسوس و ندامت ہے کہ نہ ان کے اپنے ایسے ادارے ہیں نہ ایسے علماء جو لیاقت، تندہی اور لگن کے ساتھ ایسے کام انجام دیں۔ نہ ہماری جامعات کے اساتذہ تک الا ماشاء اللہ انھیں مبشرین اور مستشرقین کی شاگردی پر فخر کرتے ہیں۔ دنیا میں اس بارے میں کسی غیر سے شکایت بے جا ہے ہمیں خود

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے اوپر رونا چاہیے۔

استاد عثمان الکعاک نے کہا کہ مبشرین کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ مسلمان نوجوان اپنے اسلامی علوم عربی ادب، قرآن و حدیث، فقہ میں اپنے علماء کے بجائے مغرب کے مستشرقین کی شاگردی اختیار کریں اور عیسائی ماہرین اسلام مستند مسلم علما کی جگہ لیں۔ اس مقصد میں وہ بڑی حد تک کامیاب ہو چکے ہیں اور تقریباً ایک صدی سے مومن عالم کی توہین اور دینی اسلامی علوم میں بھی مشرک کی تکریم کا سلسلہ جاری ہے اور ہنوز ختم ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔ ازہر کے دکتور الغزالی نے اپنی تعقیب (اظہار رائے) کے دوران سارا وقت اسی پر صرف کیا اور اسی نقطہ کو ابھارا۔ انھوں نے کہا مستشرقین نہ تو عربی پڑھاتے ہیں اور نہ قرآن حدیث کا درس دیتے ہیں۔ اور نہ ہی وہ کسی لحاظ سے بھی اس کے اہل ہیں۔ وہ تو صرف ایک انداز نکر دیتے ہیں۔ نوجوان مسلم طالب علم کی آنکھوں پر ایک رنگین چشمہ لگا دیتے ہیں جس سے وہ اپنے دین اور اپنے تہذیبی ورثہ میں شک کرنے لگتا ہے اس کا نام نقد ہے۔ ظاہر ہے کہ جس نقد کی ابتداء اپنے مستند علماء کی توہین سے ہو اس کی انتہا کیا ہوگی۔ عربی کی بابت بھی یہ ہے کہ ادب پڑھنے پڑھانے کے بجائے مستشرقین کی رائے اور تبصرے ازبر ہو جاتے ہیں اور انھیں کے اقتباسات پر ساری عمر گزر جاتی ہے۔ دکتور الغزالی نے پرزور مطالبہ کیا ہے کہ مسلم حکومتیں اس مال کے ضیاع اور ایمان کے خسارہ کو روکنے کے لیے سخت تدابیر اختیار کریں۔ اگر سائنسی علوم میں مغرب کی غلامی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مقدر ہو چکی ہے تو دینی علوم، عربی ادب، قرآن وحدیث میں مشرک عیسائی مبشرین اور یہودی مستشرقین کی شاگردی چہ معنی؟ اکبر کا قول یاد آتا ہے۔ "رقیب سرٹیفکیٹ دیں تو عشق ہو تسلیم" (مسلسل)

عربی تفاسیر

تفسیر الکبیر مع تفسیر ابی سعود، ابن کثیر، الکشاف، ابن عباس، جلالین، جامع البیان، طبری، قرطبی، زاد المسیر لابن الجوزی، فتح البیان للنواب صدیق الحسن خان، روح المعانی، روح البیان، صحاح ستہ، تحفۃ الاحوذی، الملل والنحل لابن حزم وللشہرستانی، عجائب المخلوقات، البدر الطالع (فی اسماء الرجال) للشوکانی، زاد المعاد مع سیرۃ النبوی لابن ہشام، البدایہ والنہایۃ، تاریخ القرآن، علوم الحدیث، فتاوی شامی، فتاوی عالمگیری، فتح القدیر شرح ہدایہ، فتاوی کاملیہ، مشکوٰۃ مع الترغیب والترہیب، قطر الندی، شرح شذور الذہب، اردو تفاسیر ابن کثیر، ماجدی، عثمانی، جواہر القرآن، احسن التفاسیر، تفسیر ثنائی، بیان القرآن، تدبر القرآن، تفہیم القرآن، تفسیر حسینی فارسی، تفسیر القرآن منظوم پنجابی کامل وغیرہ

آپ اپنی کورس کی کتاب نہ پہنچا پائیں تو ہمیں یاد فرمائیں

رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار لائلپور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر منظور احسن عباسی

سزائے مرتد پر چند مغالطے اور ان کا دفعیہ

قسط دوم

اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ قرآن میں قتل مرتد کی سزا موجود نہیں ہے بلکہ احادیث سے ثابت ہے تب بھی احادیث کو کسی منطقی یا شرعی دلیل سے مخالفِ قرآن نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ جرائم کی بے شمار اقسام ایسی ہیں جن کا مرتکب مستوجب سزا قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ ان کا ذکر قرآن کریم میں نہیں ہے۔ بلکہ حدیث شریف میں ہے لہذا ایسے حکم کو قرآن کے خلاف نہیں کہا جا سکتا۔ چنانچہ از روئے حدیث کوئی مردِ مرتد ایسا نہیں جو مستوجب سزائے موت نہ ہو۔ اگر قرآن حکیم سے کسی ایک مرتد کا بھی سزائے موت سے بری ہونا ثابت ہو تو بلا شبہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ حدیث کا فیصلہ قرآن کے خلاف ہے۔

مؤلف کتاب کا تمام تر انحصار آیت لا اکراہ فی الدین پر ہے۔ اس آیت کی جو تفسیر و تعبیر وہ کرتے ہیں وہ بجائے خود تحریف کلام الٰہی ہے۔ اس آیت کا سیدھا سادہ ترجمہ یہ ہے کہ دین میں جبر نہیں ہے۔ اس کے واضح معنی جو بالعموم کیے جاتے ہیں وہ وہی ہیں جن پر فقہاء، خلفائے راشدین اور خود سرورِ کائنات کا عمل رہا اور ان کے طرزِ عمل سے اس آیت کے معانی و مطالب کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ السنة قاضية على الكتاب کے یہی معنی ہیں۔ فاضل مؤلف کو ان لوگوں پر سخت اعتراض ہے جو یہ کہتے ہیں کہ سنت رسول اللہ کتاب اللہ پر قاضی ہے۔
لیکن کیا وہ اس حقیقت پر غور فرمائیں گے کہ عدالت عالیہ کے ایک جج کی حیثیت میں اگرچہ وہ قانون کی بالادستی کو تسلیم فرماتے ہیں تاہم کسی قانون کی صحیح تعبیر وہی ہے جس کی تائید ان کے منفصل مقدمات سے ہوتی ہو نہ فریق ثانی کے وکلائے مرافعہ لاکھ سر پٹخیں کہ قانون کی رو سے ملزم پر جرم ثابت نہیں ہوتا لیکن صحیح بات وہی ہے جس کی تائید عدالت عالیہ کے فیصلہ سے ہوتی ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی صورت حال عقلاً اور دیانۃً قرآن و حدیث کے بارے میں ہے کہ آیاتِ قرآنِ حکیم کی وہی تعبیر درست ہے جو احادیث اور سنت رسول سے ثابت ہو یا خلفائے راشدین و صحابہؓ کے فیصلوں کے مطابق ہو یا پھر وہ تعبیر درست ہے جو قرآنی بصیرت رکھنے والے ۔ دینی علوم کے ماہرین یا فقہاء و مجتہدینِ ملت نے کی ۔ بالخصوص وہ اصحاب جن کا ورع و اتقا اور خوف و خشیت اللہ مسلمہ حقائق ہوں۔ صورتِ حال یہ ہے کہ عدالتِ عالیہ کے فیصلوں کی بنا پر قانون کی جو تعبیر کی جاتی ہے کوئی شخص اس فیصلہ کے خلاف آواز اٹھائے تو مجرم اور قابلِ تعزیر اور بعض صورتوں میں توہینِ عدالت کی پاداش میں سزا کا مستوجب ہوتا ہے تو آخر کوئی مسلمان یہ کیسے گوارا کر سکتا ہے کہ قرآنی احکام کا جو فیصلہ صاحبِ وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے خلاف ایک ایسے شخص کی بات کو تسلیم کیا جائے جو قانونِ خداوندی کی زبان تک سے ناواقف ہو ۔ غرض قرآن پر حدیث کے قاضی ہونے کی مثال وہی ہے جو قانونِ ملکی پر عدالت عالیہ کے قاضی ہونے کی ہے پھر یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اگر ملک کے مختلف حصوں میں جس قدر عدالت ہائے عالیہ ہیں ۔ ان سب کے فیصلوں پر تعزیراتِ ملکی کی کسی دفعہ کا ایک ہی مفہوم لیا گیا ہو اور اس کے خلاف کسی گاؤں کا چودھری یہ دعوے کرے کہ وہ سب فیصلے غلط ہیں صحیح صرف وہ فیصلہ ہے جو چودھری صاحب نے ان سب کے خلاف کیا تو ایسے شخص کو لوگ دیوانہ کہیں گے ۔ غرض عدالت کے فیصلے قانون ملکی کے لیے اسی طرح قاضی کی حیثیت رکھتے ہیں جس طرح احادیث اور فقہاء کے فیصلے قرآنی قانون کے لیے ۔ بندۂ عاجز یہ سمجھنے سے قطعاً قاصر ہے کہ مؤلف جیسے فاضل انسان نے اس باب میں مسٹر پرویز کی تقلید کیوں فرمائی ۔

اس سے بھی زیادہ تعجب مجھے اس بات پر ہے کہ انہوں نے مفسر ابن حیان کی تفسیر بحر المحیط سے بھی اصل مفہوم کے خلاف نہایت ہی غلط نتیجہ اخذ فرمایا اور یہ استدلال کذب بیانی کی حد تک پہنچا ہے ۔ وہ فرماتے ہیں کہ :

نہایت ہی اہم اور معنی خیز وہ بات ہے کہ علامہ ابن حیان نے قرآن کی اس آیت لا اکراہ فی الدین کی اس تعبیر کو فوقیت دیتے ہیں جو اس کے الفاظ اور مفہوم کے عین مطابق ہے یعنی وہ شخص بھی جو اسلام کو ترک کر کے کوئی اور مذہب اختیار کرے اسے اپنے سابقہ مذہب میں واپس لانے کے لیے مجبور نہیں کیا جا سکتا ۔

یہ بیان انتہائی گمراہ کن ہے ۔ ابن حیان کی تفسیر جلد ۲ صـ ۲۸۱ ملاحظہ کیا جائے وہاں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے اس آیت کا شانِ نزول بتایا ہے کہ بیشتر اصحاب بیان کرتے ہیں کہ انصار کی کچھ اولاد یہودی اور کچھ نصرانی ہو گئی تو ان کے والدین نے ان کو جبراً مسلمان کرنا چاہا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ ان کو جبراً مسلمان نہ بنایا جائے)

اس کے متعلق آگے چل کر علامہ ابن حیان کہتے ہیں۔

قیل لا یکرہ علی الاسلام من خرج الی غیرہ - کہ ایک قول ضعیف یہ ہے کہ جب کوئی اپنے دین سے پھر جائے تو اسے اسلام لانے پر مجبور نہ کیا جائے۔

مؤلف کتاب موصوف کو ایک غلط فہمی تو یہ ہوئی اس میں اسلام سے پھر جانے کا ذکر ہے حالانکہ یہاں ان کے اپنے آبائی دین سے پھر جانے کا ذکر ہے۔

دوسری غلط بیانی یہ کی گئی کہ ابن حیان نے اس خیال کو فوقیت دی ہے حالانکہ اس کے لیے علامہ موصوف نے قیل کا لفظ استعمال کیا ہے جو ایسے خیال کے لیے استعمال ہوتا ہے جس سے خود قائل کو اتفاق نہ ہو اور اسے کمزور تصور کرتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اس کا نام تک نہیں لیا جس نے رائے ظاہر کی۔ اس کی بجائے خود علامہ ممدوح نے کلبی کا قول لفظ قال سے نقل فرمایا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے نزدیک قول قوی ہے۔ قال الکلبی لا اکراہ بعد اسلام العرب ویقبل الجزیہ یعنی عرب کے مسلمان ہو جانے کے بعد کسی کو جبراً مسلمان کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ کافروں سے جزیہ لیا جا سکتا ہے۔

اسی طرح انھوں نے قول زجاج کو بھی قوی قرار دیا ہے۔

وقال الزجاج لا تنسبوا الی الکراھۃ من اسلم مکرھا۔ یعنی اگر کوئی مجبوراً بھی مسلمان ہو جائے تو اسے یہ نہ کہنا چاہیے کہ وہ مجبوراً مسلمان ہوا (بلکہ اسے مسلم ہی کہا جائے)

غرض ابن حیان تو کہتے ہیں کہ یہ قول کمزور ہے اور مؤلف کتاب فرماتے ہیں کہ ابن حیان اس کو قوی کہتے ہیں۔ اب اس کو غلط بیانی کے سوا کیا کہا جائے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جناب مؤلف نے لا اکراہ فی الدین کا مفہوم سمجھنے کی کوشش نہیں فرمائی بلکہ مسٹر پرویز کے قول پر بھروسا کر لیا ہے۔

دین میں جبر نہ ہونے کے تین مفہوم ہیں۔ ایک تو یہ کہ کسی کو جبراً مسلمان نہ بنایا جائے۔ دوسرے یہ کہ جبراً مسلمان نہیں بنایا جا سکتا۔ اور تیسرے یہ کہ دین کے لیے جبر بھی کیا جائے تو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ جبر نہیں ہے جیسا کہ علامہ زجاج کی عبارت بالا سے مترشح ہوتا ہے اور اس کی تائید لغت سے ہوتی ہے۔

اکراہ کے معنی ہیں بری بات پہ مجبور کرنا۔ برے کام پر کسی کو آمادہ کرنا یعنی نیک کام پر مجبور کرنا جرم نہیں ہے۔ (المنجد، مصباح)

میں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ وہ قرآنی قانون لا اکراہ فی الدین کا تجزیہ خود اپنی اس منصبی حیثیت سے فرمائیں جو بحیثیت قاضی القضاۃ مملکت پاکستان کے ان کو حاصل رہی ہے۔ جبر بلاشبہ ایک جرم ہے لیکن مجھے امید نہیں کہ انھوں نے بحیثیت جج کبھی کسی ایسے شخص کو جبر کی پاداش میں واجب التعزیر قرار دیا ہو جس نے جبراً اقدام قتل یا اقدام خودکشی سے کسی کو باز رکھا ہو یا اخلاقی اور قانونی فعل کے اقدام پہ مجبور کیا ہو۔

ناجائز ہتھیائی ہوئی چیز کو جبراً چھین لینا۔ چوری، ڈاکہ زنی اور اغوا یا آبروریزی سے جبراً باز رکھنا یا بچوں کو مارپیٹ کر سبق یاد کرانا یا جبر کر کے دوائی پلانا کیا ان میں سے کوئی بات بھی قانون آزادیٔ ضمیر کے خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعزیرات کی بعض قسمیں انتہائی شدید ہونے کے باوجود جبر نہیں کہی جا سکتیں۔ بلکہ حسن معاشرہ کے لوازمات میں سے ہیں۔

اکراہ کے جو تین معانی بتائے گئے ہیں فقہاء نے اس کی رو سے اور کتاب وسنت کی روشنی میں ہر معنی کو ملحوظ رکھا ہے۔ چنانچہ پہلے معنی کی رو سے شریعت اسلامیہ میں کسی شخص کو جبراً مسلمان بنانے کی ممانعت ہے۔ دوسرے معنے کی رو سے جبراً بنائے ہوئے مسلمان کو حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں سمجھا گیا۔ چنانچہ جبراً مسلمان بنایا ہوا شخص اگر مرتد ہو کر دوبارہ پھر اپنے دین میں چلا جائے تو اس پر ارتداد کی سزا (موت) عائد نہ ہوگی کیونکہ درحقیقت وہ کافر ہی تھا کہ مرتد نہیں ہوا۔

تیسرے معنی کی رو سے فقہاء نے دین کے معنی اسلامی آئین شریعت قرار دیے ہیں جو سراپا خیر ہیں اگر جبراً دین سے پھر جانے سے کسی کو روکا جائے تو وہ جبر نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر فتح الرحمان کے حاشیہ میں فرمایا ہے کہ (دین کے باب میں) اگر جبر کیا جائے تو وہ جبر نہیں کہلائے گا۔

مولف کتاب نے شاہ صاحبؒ کے اس خیال پر کہ جب اسلام ظاہر شد گویا جبر کردن نیست اگرچہ جبر باشد (یعنی اسلام کی صداقت عیاں ہو چکی ہے اب نجات اسی دین میں ہے لہٰذا اس کے لیے کوئی جبر کیا جائے تو وہ جبر نہیں ہے) اعتراض فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ شاہ صاحب کا یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیال قرآن مبین کے صریحاً خلاف ہے نہ تو الفاظ قرآن میں اس مفہوم کی تحدید ہے نہ اس کا حقیقی مفہوم یہ ہے اور نہ شان نزول سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ یعنی قرآن کا مطلب شاہ صاحب نے غلط بیان کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اکراہ کے لغوی معنی اس کا حقیقی مفہوم اور شان نزول سب یہی کہتے ہیں کہ دین کے باب میں نہ جبر کرنا چاہیے نہ جبر کیا جا سکتا ہے اور نہ جبر کو جبر کہنا درست ہے۔ بظاہر جناب مؤلف کافر اصلی اور کافر مرتد دونوں کو ایک ہی پلڑے میں رکھتے ہیں لیکن اس بنیادی غلطی کا فرق وہ خود بھی بلا دلیل محسوس کر سکتے ہیں کہ کسی ایک مسلمان کا مرتد ہو جانا ہزار کافروں کی موجودگی کے مقابلہ میں زیادہ افسوسناک امر ہے۔ ہزاروں کافر ہمارے ارد گرد پھرتے ہیں جن کی موجودگی سے ہمیں وہ اذیت نہیں ہوتی جو ایک فرد مسلم کے کافر ہو جانے سے ہوتی ہے۔ بلاشبہ کفر ظلم ہے لیکن ارتداد سب سے بڑا ظلم ہے۔ کاش جناب مؤلف کو کوئی سمجھائے کہ ہزار مسلمان اپنی جان تک قربان کرنا گوارا کر لیں گے لیکن یہ گوارا نہ کریں گے کہ ایک مسلمان کو کافر بننے کی اجازت دے دی جائے۔ گویا ہزاروں مسلم جانوں کا یہ اتلاف اتنا عظیم نقصان نہیں ہے جتنا ایک فرد مسلم کا کافر بن جانا۔ مسٹر پرویز ہی کی یہ ہمت ہے کہ انھوں نے بے دھڑک یہ کہا ہے کہ کہ ارتداد کوئی جرم ہی نہیں ہے حالانکہ اسلام میں اس سے بڑا کوئی جرم نہیں ہے۔ مقامِ افسوس ہے کہ پرویز کی تائید کا بیڑا ایک بہت بڑے مسلمان نے اٹھایا ہے میں اس صورتِ حال کو ملک کی انتہائی بدقسمتی تصور کرتا ہوں۔

اس نکتہ کو خاص طور پر ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ بنفسہٖ کسی کافر کو اسلام لانے پر مجبور کرنا بھی جرم نہیں ہے کیونکہ اسے کسی بری بات پر مجبور نہیں کیا گیا۔ لیکن مملکت اسلامیہ میں اس کی سخت ممانعت اس لیے ہے کہ اسلام غداری اور نقضِ عہد کا سخت دشمن ہے۔ اسلام کے تمام عائلی، معاشی، معاشرتی تمدنی اور سیاسی نظام کی بنیاد وفائے عہد پر ہے اور جرائم کی تمام شاخیں ایک نقضِ عہد کی جڑ سے پھوٹتی ہیں۔ ہر غیر مسلم جو بحیثیت ایک رعایائے مملکت یا شہری کے کسی اسلامی ملک میں اقامت کرتا یا وارد ہوتا ہے اس کی جان، مال اور آبرو کی حفاظت کا عہد مسلمانوں نے کر رکھا ہے۔ قرآن و حدیث اس کی پابندی کو فرض الٰہی قرار دیتے اور نقضِ عہد کو قتل سے زیادہ فعل مذموم قرار دیتے ہیں۔ ہاں جب کفار عہد توڑتے ہیں تو پھر مسلمان بھی کسی کو نہیں چھوڑتے اور ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ آزادی ضمیر غداری کی اجازت نہیں دیتا۔ یہی نقضِ عہد ہے جو ایک مسلمان کو بھی مستوجب قتل قرار دیتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا اکراہ فی الدین کا یہی مفہوم ہے جو عقل و عدل و انصاف کے عین مطابق ہے۔
اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اسلام مسلمانوں کو غداری کی اجازت دیتا ہے اور اس جرم کو باوجود غدر صریح کے آزادی ضمیر کے خلاف اور قابل تعزیر نہیں سمجھتا۔

یہاں یہ نکتہ بھی فراموش نہ کرنا چاہیے کہ کسی کافر کو جبراً مسلمان بنانا یا، کسی مسلمان کو جبراً کافر بننے سے باز رکھنا دو مختلف امور ہیں۔ پہلی صورت بلاشبہ جبر ہے لیکن دوسری صورت میں مطلق شائبہ جبر نہیں ہے بلکہ عین خیر ہے۔ کسی سپاہی کو سرکشی کی پاداش میں گولی ماردی جائے تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حکومت زبردستی لوگوں کو سپاہی بنانا چاہتی ہے بلکہ برعکس اس کے یہ تو سپاہی بننے کی سخت ذمہ داریوں کا احساس دلا کر لوگوں کو سپاہی بننے سے خائف کرنا ہے۔ اسی طرح مرتد کو قتل کرنے کے حکم میں لوگوں کو یہ احساس دلانا مقصود ہے کہ مسلمان ہونے سے پہلے سوچ سمجھ کر دین اسلام اختیار کرنا چاہیے۔ گویا یہ امر ایک قسم کی تخویف اور اسلام لانے میں رکاوٹ کا موجب ہے۔ اسلام کے لیے نہ تشویق ہے نہ ترغیب نہ جبر نہ زبردستی۔ اس کو جبر قرار دینا ہی ایک بنیادی غلطی ہے باوجود اس کے وہ اصحاب جو کہتے ہیں کہ قرآن حکیم میں مرتد کی سزا قتل نہیں ہے ان کا مطلب صرف یہ ہے کہ بصراحت یہ حکم موجود نہیں ہے اس حکم کی صراحت احادیث میں ہے۔ لیکن مؤلف کتاب نے ایسی احادیث پر جن سے یہ حکم ثابت ہے تبصرہ کرنے سے پہلے پانی کے آگے باڑ باندھنے کی کوشش فرمائی ہے ص۵۶ تا ۵۹۔ اور احادیث سے ثابت ہونے والے احکام کے متعلق یہ تاثر دینا چاہا ہے کہ وہ کمزور، محل نظر، مشتبہ اور بے حقیقت ہیں چنانچہ تمہیداً انھوں نے دعوے کیا ہے کہ:

سنت رسول اللہ قرآن کے خلاف نہیں ہو سکتی۔
قرآن سے ثابت شدہ امر کوئی شخص بدل نہیں سکتا۔ خواہ وہ کتنی ہی بڑی شخصیت رکھتا ہو۔

۱۔ حدیث کو قرآن کے بعد دوسرا درجہ حاصل ہے۔
۲۔ حدیث کو قرآن کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔
۳۔ قرآن کے خلاف خبر واحد کو ترک کر دیا جائے گا۔
۴۔ موطا امام مالک، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو اعتبار کے لحاظ سے پہلا درجہ حاصل ہے اس کے بعد دوسری صحاح کا درجہ ہے۔ محدثین ان دو کو قابلِ وثوق خیال فرماتے ہیں۔ باقی کتب احادیث تیسرے چوتھے درجہ پر ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ حجیت حدیث کے مختلف مراتب ہیں جن کا تعین قرآن کے الفاظ اور ان کے معنی کے پیش نظر کیا جائے گا۔

۶۔ حضرت عائشہ رض کا کہنا ہے کہ حدیث کو صحیح طریقے سے نہ یاد رکیا گیا اور نہ سمجھا گیا۔ انھوں نے حضرت عمر رض پر فہم قرآن کے باب میں اعتراض بھی کیا۔

۷۔ حدیث صرف قرآن کی تائید کر سکتی ہے اس کے خلاف نہیں جا سکتی۔

واضح ہو کہ جناب مؤلف نے حدیث کے باب میں یہ تمام حقائق اپنے ذہن سے گھڑ کر نہیں بیان فرمائے بلکہ ہر بات کو شرعی دلائل اور فقہا و مفسرین کے اقوال سے ثابت فرمایا ہے تو اب کیا یہ سوال نہیں پیدا ہوتا کہ جن اصحاب کو قرآن و حدیث کا یہ مقام معلوم ہے اگر کسی مسئلہ میں وہ اپنے ہی مسلمہ نظریات کے برعکس قرآن کی مخالف احادیث سے کوئی حکم اخذ کریں یا قرآن کے خلاف احادیث کو صحیح قرار دیں یعنی حدیث کے باب میں قرآن کو پس پشت ڈال دیں تو گمراہ نہیں بلکہ قرآن کے دشمن نہیں ہیں۔

زیر نظر کتاب میں مرتد کے مستوجب قتل ہونے کے باب میں جناب مؤلف کی تمام تحقیق یہ ہے کہ کسی مفسر یا محدث یا فقیہ نے قرآن کو وہ مقام نہیں دیا جو حدیث کے مقابلہ میں دینا چاہیے۔ یعنی قتل مرتد کی سزا قرآن کے خلاف ہے، جو اصحاب اس کے قائل ہیں وہ مقام حدیث سے آگاہ ہونے کے باوجود صریح بے ایمانی سے کام لے رہے ہیں یا کم از کم حماقت میں مبتلا ہیں کہ احادیث سے ایسا حکم مستنبط فرماتے ہیں جو قرآن کے خلاف ہے۔ چنانچہ انھوں نے اپنی کتاب کے باب ارتداد و سنت کے تحت کئی طریقوں سے اپنے دعوے کی تائید میں چند دلائل پیش فرمائے ہیں۔

ایک تو یہی کہ قرآن اس حکم کے صریحاً خلاف ہے کیونکہ اس میں صاف لا اکراہ فی الدین آیا ہے۔

دوسرے یہ کہ حدیث کے راوی کمزور اور ناقابل اعتبار ہیں۔

تیسرے یہ کہ احادیث کا مفہوم متعین کرنے میں اختلاف ہے۔

چوتھے یہ کہ احادیث قابل تاویل ہیں اس کے جو معنی لیے جاتے ہیں وہ درست نہیں ہیں۔

پانچویں یہ کہ اس حکم کے پس منظر کو سب نے نظر انداز کر دیا ہے۔ دراصل ہر مرتد کو قتل کا حکم نہیں بلکہ صرف مرتد حربی کو قتل کا حکم ہے۔

ان تمام دلائل کا تجزیہ کیا جائے تو یہ نتیجہ نکلے گا کہ محدثین و فقہاء نے آیت لا اکراہ فی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مطلب غلط سمجھا۔ کمزور اور غلط احادیث پر اعتبار کیا۔
مفہوم احادیث کے تعیین میں اختلاف ہے۔ احادیث کا مطلب صحیح نہیں سمجھا گیا۔ یعنی اخذ مطالب
پر پس منظر کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ تفقہ کے اصول میں سے کسی کی پابندی نہیں کی گئی لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ
کے معنی کی تفصیل جو علماء کے نزدیک معتبر ہے وہ اوپر آ چکی ہے اور یقیناً اس آیت کا جو مطلب
مؤلف ممدوح نے بیان فرمایا ہے وہ کسی کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔

کمزور اور غلط احادیث پر اعتبار کے باب میں دو باتیں عرض ہیں ایک تو یہ کہ خود جناب مؤلف
نے جن اقوال کا سہارا پکڑا ہے وہ ان احادیث سے بھی زیادہ ناقابل اعتبار، کمزور بلکہ غلط سلط
اور فضول ہیں۔ تفصیل میرے مفصل مضمون میں ہے پھر یہ کہ کسی راوی کا محل نظر ہونا اس وقت تک ہے
جب تک کہ وہ دوسرے قطعی دلائل، تعامل صحابہ اور اجماع امت کے خلاف ہو۔ کوئی شخص خواہ
کتنا ہی ناقابل اعتبار ہو اگر وہ کوئی بات حقائق مسلمہ کے مطابق کہتا ہے تو اس کی تائید و توثیق کی
جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ جو احادیث اس باب میں آئی ہیں وہ بیشتر صحیح، متفق علیہ اور ناقابل
تنقیح ہیں جن کے راویوں میں کہیں ضعف ہے اس کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور محدثین نے اسے
بھی ناقابل جرح قرار دیا ہے اور یہ دعوےٰ کہ مفہوم احادیث کے تعیین میں اختلاف ہے بلاشبہ
اختلاف ہے لیکن مقام حیرت ہے کہ اس باب میں کہ مرتد مستوجب سزائے موت ہے کسی کو اختلاف
نہیں چنانچہ ایک حدیث بھی ایسی نہیں ہے جس سے اشارۃً یا کنایۃً بھی یہ مفہوم اخذ کیا جا سکے کہ
کوئی مرتد مرد واجب القتل نہیں ہے اختلاف اگر ہے تو صرف اس باب میں کہ مرتد کو توبہ کی مہلت
دی جائے یا نہیں؟ اور کتنی مہلت دی جائے اور مرتدہ عورت کو کہاں تک اس باب میں مراعات
دی جا سکتی ہیں

مؤلف کتاب نے محض اختلافی نکتوں پر اپنے دلائل کی بنا رکھی ہے۔ متفقہ فیصلہ کو نظر انداز کر
دیا ہے لیکن احادیث کی تمام بحث میں کوئی ایک نظیر بھی ایسی نہیں ہے جس سے ظاہر ہو کہ کسی مرتد
کو ارتداد کی حالت میں زندہ رہنے کا حق ہے۔ اختلافات کی صورت تطبیق یہ ہے کہ مرتد کو مہلت
توبہ دی جائے تو بہتر ہے نہ بھی دی جائے تو چنداں مضائقہ نہیں۔ عورت کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر
مرتدہ سرکشی پر اتر آئے تو وہ بھی مستوجب قتل ہے ورنہ اسے قید میں رکھا جائے گا اور توبہ کر لے تو
مرد و عورت دونوں کے لیے معافی کی اجازت ہے اور یہ تمام مسائل الفاظ و معانی قرآن و حدیث سے
اخذ فرمائے گئے ہیں۔

(مسلسل)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختر راہی سلسلہ مصنفین درس نظامی

السکاکی مؤلّف "مفتاح العلوم"

خوارزم جمہوریہ ازبکستان (روس) کا ایک اہم صوبہ ہے جہاں عہد اسلام میں بے شمار اہل علم نے جنم لیا۔ خیوہ اس صوبہ کا مرکزی شہر ہے۔ مامون الرشید کے دور کا مشہور منجم اور الجبرا کا ماہر محمد بن موسیٰ الخوارزمی اسی مردم خیز خطے میں پیدا ہوا۔ مشہور محدث محمد بن محمود خوارزمی (م ۶۶۵ھ) اسی علاقے سے نسبت رکھتے ہیں اور معلم ثانی ابونصر فارابی کا مولد "فاراب" اسی علاقے میں واقع ہے۔ اسی خطے سے "مفتاح العلوم" کا مصنف سکاکی نسبت رکھتا ہے۔

السکاکی کا نام و نسب ابو بکر یوسف بن ابی بکر بن محمد مذکور ہے۔ سراج الدین لقب تھا مگر شہرت السکاکی کے نام سے ہوئی۔ وہ ۳ جمادی الاولیٰ ۵۵۵ھ / ۱۱۶۰ء کو خوارزم میں پیدا ہوا۔ تذکرہ نگاروں نے "السکاکی" کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے مختلف رائیں پیش کی ہیں۔ ایک رائے ہے کہ شہر "سکاکہ" کی طرف نسبت ہے جو نیشاپور (ایران)، عراق یا یمن میں واقع ہے۔ یہ رائے رکھنے والوں کے درمیان اختلاف کہ "سکاکہ" شہر کا محل وقوع کیا ہے۔ نیز سکاکی خوارزم کا باشندہ تھا، "سکاکہ" کی طرف نسبت ممکن نہیں۔ دوسری رائے یہ ہے کہ سکاکی کے جد امجد ابن سکاک تھے اور "سکاکی" خاندانی نام ہے۔ تیسری رائے یہ ہے کہ سکاکی دھاتی کام کرتا تھا اور چاقو چھریاں بنانے کی وجہ سے سکاکی مشہور ہوا۔ عربی زبان میں چھری کو "سکین" کہتے ہیں۔ آخری رائے زیادہ قرین قیاس ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک دن سکاکی نے قلمدان تیار کیا جو نفاست اور مہارت فن کی وجہ سے بے نظیر تھا۔ اس نے یہ خوبصورت قلمدان ملک کے حکمران کو تحفہ دیا اور شاہی انعام و اکرام سے نوازا گیا۔ کچھ دیر بعد اس کی موجودگی میں ایک اجنبی دربار میں حاضر ہوا اور نہایت تزک و احتشام سے اجنبی کا استقبال کیا گیا۔ سکاکی نے نووارد کا اکرام و تعظیم دیکھ کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اجنبی ایک "عالم" ہے۔ سکاکی نے محسوس کیا کہ ایک فن میں مہارت حاصل کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ علم کی تحصیل کی جائے اور اس نے حصول علم پر توجہ دینے کا فیصلہ کر لیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکاکی نے مختلف علماء کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کیا اور اپنے اساتذہ میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے اساتذہ کے معلوم اوراق تاریخ میں محفوظ نہیں جس کا سبب منگولوں کے حملے ہیں اور منگولوں نے دنیا کے دوسرے خطوں کی طرح اس کے وطن میں بھی تہذیب و تمدن کے آثار مٹائے تھے۔ السکاکی حنفی فقہاء میں خاصا ممتاز تھا۔ فقہ میں اس کے دو استاد سدید الخاطی اور محمد بن صاعد بن محمد الحارثی تھے۔

۱۲۲۸-۲۹/۶۲۶ھ کو علم و ہنر کا یہ آفتاب صوبہ فرغانہ میں "المالغ" (قصبہ کے قریب ایک گاؤں میں فوت ہوا جو مشہور فیلسوف عرب الکندی کا مولد ہے۔

تصنیف و تالیف

السکاکی ترکی زبان کا شاعر تھا اور اس کا ترکی کلام محفوظ ہے۔ مگر اس کی شہرت "مفتاح العلوم" کی بدولت ہے جو اہل علم کی رائے کے مطابق "بلاغت" پر لکھی گئی۔ جملہ کتابوں میں جامع ترین ہے۔

کتاب کی شہرت کے باوجود اس کے مسودات بہت کم ہیں۔ دو بار چھپ کر اہل علم تک پہنچ چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب تین حصوں میں تقسیم ہے۔ علم الصرف، علم النحو، علم البیان والمعانی۔ "مفتاح العلوم" میں موضوعات کا حق ادا کیا گیا ہے مگر مواد اس قدر غلط طور پر ترتیب دیا گیا ہے کہ کام نہ دے سکا اور طلبہ میں مقبول نہ ہو سکا۔

"مفتاح العلوم" کے نامقبول ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ زبان نہایت مشکل ہے۔ لمبے لمبے فقرات اور نامانوس تراکیب استعمال کی گئی ہیں۔

کتاب کے تیسرے حصے (علم البیان والمعانی) کا خلاصہ محمد بن عبدالرحمان القزوینی (م ۷۳۸ھ) نے "تلخیص المفتاح" کے نام سے کیا اور "التلخیص" اس موضوع پر حرف آخر بن گئی۔ تلخیص کی کئی شرحیں لکھی گئی ہیں۔ تفتازانی (م ۷۹۱ھ) نے "مطول" اور "مختصر" دو شرحیں لکھی ہیں۔

مآخذ

۱۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام
۲۔ عہد وسطیٰ کے مسلمانوں کے علمی کارنامے۔ عبدالرحمان
۳۔ کشف الظنون۔ حاجی خلیفہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعارف و تبصرہ کتب

(۱) مکمل نماز

نام کتاب	ہدایۃ النبی المختار (المعروف مکمل نماز)
مؤلف	حضرت مولانا عبدالوہاب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
صفحات	۴۴۸
طابع و ناشر	کتب خانہ اشاعت الکتاب والسنۃ۔ کراچی
طبع	پندرھویں ۱۳۰۸ھ
قیمت	۵/- روپے
پتہ	مالکان کتب خانہ اشاعت الکتاب السنۃ۔ برنس روڈ۔ کراچی ۱

مؤلف کتاب حضرت مولانا عبدالوہاب دہلوی (ف ۸ رجب ۱۳۵۱ھ) حضرت مولانا عبداللہ غزنوی۔ حضرت مولانا حضرت محمد لکھوی، حضرت مولانا منصور الرحمن تلمیذ امام شوکانیؒ اور شیخ الکل حضرت سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ عقلی اور نقلی علوم میں بڑی دستگاہ رکھتے تھے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ "سنت رسول" کے حد درجہ شیدائی تھے اور اس راہ میں بڑے مصائب برداشت کیے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

بعض مسائل میں آپ کے تفردات مشہور ہیں، تاہم ان کی علمی ثقاہت اور دیانت تقویٰ اور طہارت سب کے نزدیک مسلمہ تھی۔

زیر تبصرہ کتاب انہی کی تالیف ہے جس میں کچھ عقائد کے علاوہ، وضو، اس سلسلہ کی دعائیں نماز، اس کی اقسام، تعداد رکعت، بیان اوقات اور مسنون نماز کی پوری پوری تفصیل بیان کی گئی ہے کتاب کے شروع میں حضرت مؤلف کے مختصر آسوانح بھی بیان کیے گئے ہیں۔

بعض مقامات میں اختلافی مسائل کی توضیح اور اس کے انداز بیان میں تعنّت پایا جاتا ہے جو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقامی اور عصری حالات کا ردعمل معلوم ہوتا ہے جو نہ ہوتا تو بہتر تھا۔

کتاب جہاں علمی اور تحقیقی ہے وہاں خاصی دلچسپ بھی ہے۔ شروع کر کے ختم کیے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ ہر گھر میں اس کتاب کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ پڑھ کر شرح صدر ہوتی ہے اور سوز و گداز کے ساتھ نماز پڑھنے کی توفیق ملتی ہے۔ کتاب کے جن جستہ جستہ مقامات کا مطالعہ کیا ہے روح نواز اور بصیرت افروز محسوس ہوتے ہیں۔

۲۔ نماز میں سورۂ فاتحہ

نام کتاب	نماز میں سورۂ فاتحہ
مؤلف	مولانا کرم الدین صاحب۔ مدرس دار الحدیث رحمانیہ کراچی ۲
صفحات	۱۹۵
قیمت	دو روپے پچیس پیسے
پتہ	دار الحدیث رحمانیہ کراچی ۲

نماز میں سورہ فاتحہ کا کیا مقام ہے، رکن نماز ہے یا واجب، محدثین، امام شافعی اور حضرت پیر جیلانی فرماتے ہیں کہ رکن ہے احناف فرماتے ہیں واجب ہے فرض اور رکن نہیں ہے۔

دوسرا اختلاف اس میں ہے کہ نماز باجماعت میں مقتدی کے لیے سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟ جو رکن کہتے ہیں وہ مقتدی کے لیے بھی ضروری سمجھتے ہیں، جو رکن نہیں سمجھتے، وہ ضروری بھی نہیں کہتے۔ جو لوگ ضروری نہیں سمجھتے، ان میں سے کچھ تو کہتے ہیں کہ مستحسن ہے۔ بعض کے نزدیک صرف مباح ہے اور بعض کا ارشاد ہے کہ مکروہ یا ناجائز ہے۔

مندرجہ بالا کتاب میں اس موضوع پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے اس کتاب کی یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ اس سلسلہ میں مختلف ائمہ دین، صحابہ، تابعین اور دوسرے اکابر کے اقوال و اعمال کا خاصہ مواد جمع کر دیا گیا ہے۔ جو اردو خواں اصحاب کے لیے خاصہ وجہ طمانیت ہے۔

مسئلہ کو نہایت سلیقہ کے ساتھ منقح کیا گیا ہے جس سے قاری کتاب کو پوری شرح صدر ہو جاتی ہے۔ پہلے آیات قرآنیہ، پھر احادیث نبویہ، اس کے بعد آثار صحابہ و تابعین کو نمبروار بیان کیا گیا ہے۔

ایک دلچسپ واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت فقیہ مروزی نے خواب میں حضور سے پوچھا کہ حضور! آپ سے یہ روایت بیان کی جاتی ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ: فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی، کیا یہ صحیح ہے، آپ نے فرمایا ہاں! چنانچہ امام مروزی نے ساتھ والے امام سے کہا کہ، اب مخالفت نہ کرنا، حضور کے آمنے سامنے بات ہوگئی ہے۔ (ص ۶۷)

بہرحال یہ کتاب ہر محقق کے پاس ہونی چاہیے۔ بڑی معلومات افزا اور بصیرت افروز ہے خدا مؤلف کو جزائے خیر دے۔ آمین

(۲) اللہ کے احکام

نام کتاب	اللہ کے احکام
مرتب	حافظ نذر احمد صاحب پرنسپل شبلی کالج
صفحات	۹۶
قیمت	دو روپے
پتہ	مسلم اکادمی ۲۹/۱۸ ۔ محمد نگر۔ اقبال روڈ۔ لاہور

قرآن ہمارے دین اور دنیا کا ماخذ بھی ہے اور ضامن بھی اس لیے فرمایا:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا ۔ (قرآن)

سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن) کو تھام لو۔

جن لوگوں کو اپنی عاقبت عزیز ہے ان کے لیے قرآن کے بغیر چارہ نہیں۔ چونکہ سب لوگ پورے قرآن پر حاوی نہیں ہو سکتے اس لیے مندرجہ بالا کتاب مرتب کی گئی ہے تاکہ سب لوگوں کو قرآن تک رسائی حاصل ہو جائے اور اپنی زندگی کو اس کی راہ نمائی میں دے کر دین و دنیا میں سرفراز ہو جائیں۔

اس میں چالیس اوامر ہیں اور چالیس نواہی، پھر اسلوب بیان عام فہم اور اس قدر جاذب کہ عام لوگ بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ اور غافل حضرات بھی بیدار ہو جائیں۔

ہائی کلاسز اور کالج کے طلبا کے اسلامیات میں اگر اس کو بطور نصاب شامل کر لیا جائے تو یہ ملک و ملت کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔

گورنمنٹ پاکستان کو چاہیے کہ وہ اس کو نصاب اسلامیات میں شامل کرنے کے لیے ضرور ہمدردانہ غور کرے، اب تک اس موضوع پر جتنی کتابیں داخل نصاب ہیں وہ اتنی معیاری اور مفید نہیں ہیں جتنی یہ ہے۔

منتخب آیات نہایت مختصر مگر جامع، ترجمہ رواں، شستہ، تشریح و تفسیر دلپذیر۔ نوجوان طلباء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مزاج کے مطابق اور حالات کے مناسب ۔

(۴) آؤ مدینہ چلیں

نام کتاب آؤ مدینہ چلیں
مرتب جناب حافظ نذر احمد صاحب پرنسپل شبلی کالج ۔ لاہور
صفحات ۱۱۲
قیمت دو روپے
پتہ مسلم اکادمی ۱۸/۲۹ محمد نگر اقبال روڈ ۔ لاہور

یہ کتاب بھی جناب حافظ نذر احمد صاحب کا سفر نامہ ہے اور دس سفر ناموں سے ماخوذ ہے ۔
آؤ مدینہ چلیں پڑھ کر واقعی محسوس ہوتا ہے کہ قاری ان ہی گلیوں، وادیوں، راستوں اور مقامات مقدسہ میں پہنچ گیا ہے جو انبیاء کرام، صلحاء عظام، خلیل اللہ اور حضرت خاتم النبیین کے نقوش پاک کے امین ہیں ۔ حافظ صاحب کو خدا نے سلیقہ سے مرتب کرنے کی جو استعداد عطا کی ہے یہ اس کا ایک دلچسپ نمونہ ہے ۔

حج کیسے کیا جائے، اور اس سلسلہ میں اس کی ترتیب کیا ہے، کہاں کہاں کیا کرنا پڑتا ہے، کہاں کہاں سے گزرنا ہوتا ہے۔ پہلے کیا آتا ہے، اس کے بعد کیا ۔ اس سفر میں کن امور کو ملحوظ رکھنا ضروری ہوتا ہے، انتظامی مشکلات کیا پیش آتی ہیں اور ان کا کیا حل ہوتا ہے ۔ مقامات مقدسہ کی پوری تفصیل ملتی ہے، حجاز مقدس کے لیے پاکستان سے بحری، بری اور فضائی راستوں اور متعلقہ امور کا پورا خاکہ درج ہے ۔

الغرض! جو خوش نصیب حج کو جاتے ہیں وہ اس کو اپنے پاس رکھیں گے تو ان کو یہ بہترین رفیق سفر اور حج کا رہنما پائیں گے اور جو کسی مجبوری کی بنا پر نہیں جا سکتے وہ اسے پڑھ کر مکہ مدینہ کی سیر کر سکتے ہیں ۔

(عزیز زبیدی)

۵۔ شرعی ڈاڑھی

نام کتاب شرعی ڈاڑھی
مؤلف حضرت مولانا عبدالقادر عارف حصاری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤلف	حضرت مولانا عبدالقادر عارف حصاری
صفحات	۹۶
قیمت	دو روپے
پتہ	(۱) مکتبہ دارالحدیث، راجووال ضلع ساہی وال (۲) مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ۔ لاہور

ڈاڑھی سنت انبیاء، شعار اتقیاء، معیار شرافت، دینِ فطرت اور ملت حنیفیہ کی علامت ہے۔ مگر آہ! جتنی یہ اہم ہے اتنی ہی اس کی تحقیر بھی کی جا رہی ہے۔ "ڈاڑھی ملت اسلامیہ کی ایک سادہ مگر پُر وقار (مؤطا مالک) اور مردانہ نشانی ہے۔ جو مختلف ملل و اقوام کے مختلف جغرافیائی اور مقامی خصوصیات کے باوجود ایک آسان اور قدرتی تشخص کا ذریعہ ہے۔ لیکن ان لوگوں کو اس سے کیا، جو ملی تشخص کی ضرورت کے بھی قائل نہیں ہیں۔ بہرحال یہ ایک قدرتی یونیفارم ہے۔ اگر مسلم کو اپنی مسلمانی عزیز ہے تو پھر اپنے لیے اس کو بطور ظاہری علامت کے بھی قبول کرنا چاہیے!

اس کے علاوہ مسلم ایک وصف غیر متکلف مدعی ہے جہاں یہ تصنع اور تکلف پر نہیں مار سکتا۔ اس میں سب سے بڑی حکمت یہ ہے کہ یہ انبیاء اور صلحاء سے ایک گونہ مماثلت بھی ہے، ہو سکتا ہے کہ ویسے کردار و عمل کی توفیق بھی نصیب ہو جائے اور اپنی بگڑی بھی بن جائے۔

اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ:

یہ حکم رسول ؐ بھی ہے۔ کہتے ہیں ایک انگریز مسلمان ہو گیا اور ڈاڑھی رکھ لی۔ کسی نے ان سے کہا کہ ڈاڑھی کوئی اتنی ضروری تو نہیں، کاروبار مسلمانی تو اس کے بغیر بھی چل سکتا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ میں ضروری اور غیر ضروری کی تقسیم نہیں جانتا۔ میں بس یہ جانتا ہوں کہ پیغمبر نے اس کا حکم دیا ہے۔ جب میں نے پیغمبر کی اطاعت قبول کر لی تو حکم بجا لانا میرا فرض ہے۔ کسی ماتحت کا یہ کام نہیں کہ افسر بالا کے احکام میں کسی کو ضروری اور کسی کو غیر ضروری قرار دے۔ (ترجمان القرآن ستمبر اکتوبر ۴۳ء)

مولانا حصاری کو اللہ جزائے خیر دے انھوں نے یہ رسالہ لکھ کر دین کی ایک بہت بڑی خدمت کی ہے۔ انھوں نے اس کے مختلف پہلوؤں پر خوب روشنی ڈالی ہے اور اس امر کی وضاحت فرمائی ہے کہ جو لوگ اس کو ایک ملکی رواج اور عادت تصور کرتے ہیں یا اس کی کوئی حد اور مقدار نہیں مقرر فرماتے غلطی پر ہیں لہٰذا واضح دلائل کے ساتھ ان کے معقول اور علمی جوابات دیے ہیں۔

حضرت حصاری نے صحابہ کے طرزِ عمل سے استدلال کرنے والوں کو بھی شافی جواب دیے ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ خاص مواقع پر موقوف ہے اس لیے ان سے استدلال صحیح نہیں ہے۔ (ادارہ)

(۶) تعرّف

نام کتاب	تعرّف
مؤلف	امام ابوبکر بن ابواسحاق البخاری الکلاباذی
مترجم	ڈاکٹر پیر محمد حسن
ناشر	المعارف۔ داتا گنج بخش روڈ۔ لاہور
صفحات	۲۶۴ قیمت ۱۵/- روپے

عربی زبان میں تصوف کے اصول و مبادی پر کئی کتابیں لکھی گئی ہیں مگر مقبولیت قشیری کے رسالہ اور ابوعبداللہ عمرو بن عثمان مکی کی قوت القلوب کے بعد سب سے زیادہ "تعرف" کو حاصل ہوئی۔ یہ کتاب چوتھی صدی ہجری کے پہلے ربع میں لکھی گئی تھی۔ یہ وہ دور تھا جس میں غلط کار اور جعلی صوفیوں نے تصوف کو بدنام کر رکھا تھا۔ وہ اپنے غیر شرعی اعمال اور الحاد و زندقہ کو تصوف کی آڑ میں پیش کرتے تھے۔ اور اپنے ظاہری زہد و عبادت سے لوگوں کی گمراہی کا سبب بن رہے تھے۔ اس زمانے میں منصور حلاج قتل ہوا تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ تصوف حلقۂ علماء میں خلاف شریعت قرار دیا جائے گا ان حالات میں امام ابوبکر کلاباذی نے تعرف لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ تصوف نہ صرف الحاد و زندقہ سے کوسوں دور ہے بلکہ صوفیاء کے عقائد و نظریات بعینہ وہی ہیں جو اہل سنت کے ہیں۔

"تعرف" کا عربی متن کئی بار شائع ہوا۔ برصغیر پاک و ہند میں مطبع نولکشور سے ۱۹۱۲ء میں مع شرح شائع ہوا۔ غیر مسلم مستشرقین میں سے آربری نے اپنی تصحیح و تحشیہ کے ساتھ ۱۹۳۴ء میں اصل متن شائع کیا اور پھر خود ہی انگریزی ترجمہ شائع کیا جو ۱۹۳۵ء میں کیمبرج یونیورسٹی پریس سے شائع ہوا۔ ابھی تک اردو زبان کا دامن اس گوہر بے بہا سے خالی تھا۔ ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب نے اردو ترجمہ کر کے یہ خلا پر کیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے آربری کے نسخہ اور نسخہ مطبوعہ نولکشور کے تقابلی مطالعہ کے بعد اردو ترجمہ کیا ہے اور یہ ترجمہ اس لحاظ سے زیادہ اہم ہے کہ تصحیح متن میں آربری سے جو غلطیاں ہوئی ہیں ان کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آغاز کتاب میں آربری کا لکھا ہوا مقدمہ ہے۔ مترجم ڈاکٹر محمد حسن نے آربری کی بعض فروگزاشتوں پر گرفت کی ہے اور حقائق کے نئے گوشے سامنے لاتے ہیں۔

ابوبکر کلاباذیؒ نے پہلے تیس ابواب میں صوفیا کے عقائد پیش کیے ہیں۔ باب ۳۱ تا ۵۱ میں صوفیا کے مسائل واحوال کا تذکرہ ہے۔ باب ۵۲ تا ۶۳ میں ان کی بعض عبارتوں اور اصطلاحوں کی تشریح ہے اور باب ۶۴ تا ۷۵ میں دوسرے متفرق مسائل پر گفتگو کی ہے۔

تصوف کے موضوع پر یہ کتاب واقعی ایک اہم دستاویز ہے۔ مترجم موصوف اس سے پہلے کئی کتابوں کا ترجمہ کر چکے ہیں اور اس میدان میں خداداد صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ ترجمہ شگفتہ اور رواں ہے۔ کتاب کے آخر میں اشاریہ منسلک ہے۔ جس سے کتاب کی اہمیت میں خاصا اضافہ ہوا ہے

(ابوشاہد)

نام کتاب ---------- طبِ نبوی
مؤلف ---------- حافظ نذر احمد

صفحات: ۲۴۰ ---- قیمت: ۳/۵۰ ---- ۲/۵۰
ملنے کا پتہ: مسلم اکادمی نذر منزل ۱۸/۲۹ محمد نگر لاہور

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ نوع انسانی کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ انہوں نے جو کچھ فرمایا اور جو کچھ عملاً کرکے دکھایا دنیا نے آخرکار اسی کو معیار ٹھہرایا۔ آج جبکہ زندگی سے متعلق مختلف پہلوؤں کو الگ الگ نام دے کر تحقیق وانکشافات کے پرچم لہرائے جا رہے ہیں ماہرین حضور سرورِ کونینؐ کے ارشادات وفرمودات کو حرفِ آخر تسلیم کر[نے] پر مجبور ہیں۔ سیاست، معاشرت، ہیئت اور طب وصحت غرض ہر علم پر انتہا حضورؐ کے ارشادات کی تصدیق کرتا ہے۔

طبِ نبوی میں رسول مقبولؐ کے ان ارشادات ومعمولات کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ جو صحت وحفظان سے متعلق ہیں اور اس ایمان وایقان کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ اس کو اپنا لینے سے نہ صرف جسمانی بلکہ نفسیاتی وروحانی امراض بھی دور ہو جاتے ہیں۔ طب نبوی کے ابواب پر نظر ڈالنے سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

صحت وحفظان صحت، بیمار اور بیماری کا فلسفہ، علاج ومعالجہ اور پرہیز، معالجاتِ نبوی، کھانا اور کھانے کے آداب، پانی پینے کے آداب، آنحضرتؐ کی غذا، نشست وبرخاست کے اصول، عیادت — ہر باب میں قرآنِ کریم اور احادیثِ رسولؐ کی روشنی میں بڑی تفصیل سے متعلقہ معلومات جمع کر دی گئی ہیں۔ طبِ نبوی کوئی طب کی کتاب نہیں اور نہ ہی رسول مقبولؐ کے منصب کے پیش نظر ایسی جسارت کی جا سکتی ہے بلکہ یہ کتاب حضورؐ کی سیرت کے ایک خاص پہلو سے متعلق ہے اور اسی حیثیت سے اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ حافظ نذر احمد صاحب نے بڑی محنت اور بڑے سلیقے سے مرتب کیا ہے۔

(خواجہ عبدالمنان راز)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Regd. No. L. 7895 **Telephone : 80550**

Monthly **MUHADDIS** ***Lahore-16***

Islamic Research Council

Vol : 2	FEBRUARY 1972	No. 2

ہر قسم کے سٹیم پائپ، پائپ فٹنگز اور سٹیم والو وغیرہ

نہایت معیاری اور ارزاں خریدنے کیلئے

میسرز۔ حافظ عبدالوحید اینڈ برادرز

بانڈرتھ روڈ (رام گلی نمبر ۲) لاہور

سے رابطہ قائم کریں

—— سٹاکسٹ اور جنرل آرڈرز سپلائرز ——

جی آئی ایم ایس (سیم لیس پائپ) پائپ فٹنگز اور ولایتی و دیسی والوز وغیرہ

ماہنامہ **مُحدِّث** لاہور

ذیلی دفتر	صدر دفتر
حافظ عبدالوحید اینڈ برادرز	مدرسہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)
رام گلی نمبر ۲ - لاہور	گارڈن ٹاؤن - لاہور ۱۶

بیرونِ ممالک		معاونت
شرقِ اوسط:	۱ پونڈ ۵ شلنگ	زرِ سالانہ: ۱۰ روپے
مغربی ممالک:	۱ پونڈ ۱۰ شلنگ	فی پرچہ: ۹۰ پیسے